اسلام کی روحانی قوت

مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ روحانی قوت جس نے معمولی لوگوں کو پرشکوہ اور بہادر بنا دیا تھا اب بھی دنیا میں کایا پلٹ سکتی ہے اسلام کا پیغام اب کسی قوم کا حصہ نہیں بلکہ تمام دنیا والوں کا ورثہ ہے۔ ہندوستان میں اسلام کے کارنامے صرف مسلمانوں کا ہی حصّہ نہیں بلکہ تمام ہندوستان کے لئے باعث فخر سرمایہ ہیں۔ اسلام کی تلوار کو نیام میں گئے ہوئے صدیاں گذر چکی ہیں مگر اسلام کا تسلّط پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔ کیونکہ پیغمبر اسلام (صلی اللہ تعالی علیہ و اصحابہ وسلم) نے اسلام کے اصول سادگی، امن پرستی اور مساوات قرار دئے ہیں۔

خطبۂ صدارت مسٹر سی، این مہتا

بعنوان "اسلام کا حصہ ہندوستانی تہذیب میں"

جو مسلم ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ ۲۱ نومبر ۱۹۳۴ء بمقام مظفر نگر پڑھا گیا)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا محمد منظور نعمانی

شب قدر کی خاص دعا!

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اَرَءَیْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَیُّ لَیْلَةٍ لَیْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِیْھَا قَالَ قُوْلِیْ اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے بتائیے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون رات شب قدر ہے تو میں اس رات اللہ تعالیٰ سے کیا عرض کروں اور کیا دعا مانگوں؟ آپ نے فرمایا یہ عرض کرو۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ۔ اے میرے اللہ! تو بہت معاف فرمانے والا اور بڑا کرم فرما ہے اور معاف کر دینا تجھے پسند ہے۔ پس تو میری خطائیں معاف فرما دے!

اس حدیث کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندوں کا یہ معمول ہے کہ وہ ہر رات میں یہ دعا خصوصیت سے کرتے ہیں کہ رمضان المبارک کی راتوں میں اور ان میں سے بھی خاص کر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اس دعا کا اور بھی زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔

اعتکاف

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قَالَتْ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللہُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُہٗ مِنْ بَعْدِہٖ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ وفات تک آپ کا یہ معمول رہا۔ آپ کے بعد ازواج مطہرات اہتمام سے اعتکاف کرتی رہیں۔

تشریح: ازواج مطہرات اپنے حجروں میں اعتکاف فرماتی تھیں اور خواتین کے لئے اعتکاف کی جگہ ان کے گھر کی وہی جگہ ہے جو انہوں نے نماز پڑھنے کی مقرر کر رکھی ہو۔ اگر گھر میں نماز کی کوئی جگہ مقرر نہ ہو تو اعتکاف کرنے والی خواتین کو ایسی جگہ مقرر کر لینی چاہیے۔

(اضافہ از مدیر) بقول مولانا نعمانی۔ اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ ہر طرف سے یکسو ہو کر بس اللہ تعالیٰ سے لو لگا کر اس کے در پر پڑ جائے ——— یہ خاص بلکہ اخص الخواص کی عبادت ہے۔ نزول قرآن سے قبل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کی طبیعت میں اللہ تعالیٰ کی تنہائی میں عبادت کا جو جذبہ تھا وہ آپ کو کشاں کشاں غار حرا میں لے گیا۔ یہ گویا آپ کا پہلا اعتکاف تھا۔ اس کے نتیجہ میں آپ کی روحانیت اس مقام پر پہنچی کہ نزول قرآن کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

ایک اعتکاف فرض ہے۔

(باقی ۷ پر)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۲۷ ❊ شمارہ ۴

۲۱ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ ❊ ۲۴ر جولائی ۱۹۸۱ء

اس شمارہ میں

رئیس الادارہ

پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر منتظم

مولوی محمد اجمل قادری

مدیر

محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل اشتراک: سالانہ -/۶۰، ششماہی -/۳۰، سہ ماہی -/۱۵، فی پرچہ ۱.۵۰

سلام ما برسانید

۱۹ برس ہو گئے حضرت الامام لاہوری قدس سرہٗ کو دنیا سے رخصت ہوئے، ان کی طویل زندگی کا ایک ایک لمحہ نگاہوں کے سامنے پھر رہا ہے۔ بچپن سے جوانی اور جوانی سے بڑھاپا کس طرح انہوں نے اللہ کے دین کے لئے خرچ کر دیا۔ خدا کی کروڑوں کروڑ رحمت نازل ہوں ان پر کہ ایسے ہی لوگ ہیں جو انسانیت کا سرمایہ ہوتے ہیں انہی کے دم قدم سے نظام عالم قائم ہے ان کا جینا اور مرنا سبھی اللہ کے لئے ہوتا ہے اور یہ جو اپنے رب سے عہد کرتے ہیں اسے خوب خوب نبھاتے ہیں۔

حضرت لاہوری رح کے متعلق سب لوگ جانتے ہیں کہ وہ ایک نومسلم حضرۃ الشیخ حبیب اللہ کے فرزند گرامی تھے ان کے والدین نے اپنی محبت کو اسلام کی قربان گاہ پر قربان کر کے اپنے ہی ایک عزیز مولانا عبید اللہ سندھی رح کے سپرد کر دیا ——— وہی مولانا سندھی رح جنہیں آج "امام انقلاب" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" مولانا سندھی رح کی نگاہ بصیرت نے اس ہونہار بروا کی صلاحیتوں کو بھانپ لیا اور پھر اس نہج پر اس کی تربیت کی کہ وہ امام الاولیاء بن گیا اور اپنے اساتذہ و مشائخ کا نور نظر اور اپنے معاصرین کا معتمد! دین پور شریف سے لے کر امروٹ شریف تک اور وہاں سے دیوبند تک اپنے دور کے بہترین رجال کار کی صحبت و تربیت اسے نصیب ہوئی اور پھر وہ "عروس البلاد" دہلی میں اپنے استاد گرامی حضرت شیخ الہند رح کی درسگاہ میں اپنے پہلے مربی امام انقلاب کا دست و بازو بن کر عملی زندگی میں مصروف ہو گیا ——— کچھ عرصہ بعد "امام انقلاب" افغانستان تشریف لے گئے تو مولانا لاہوری رح اس پورے نظام کے ذمہ دار قرار پائے۔ ان بوریہ نشینوں کی سرگرمیاں انگریز راج کے لئے تکلیف دہ تھیں۔ اس نے مکہ معظمہ سے دہلی تک گرفتاریوں کا جال پھیلا دیا اور اس وسیع و عریض خطہ کا ہر وہ فرد گردن زدنی قرار پایا جو

انگریز راج سے مصالحت کے لئے تیار نہ تھا۔ اس دھرتی پر بسنے والے غیرت و حمیت سے ناآشنا لوگوں کی کمی نہ تھی۔ انہیں انگریز دربار کی کرسی اور مختلف النوع خطابات عزیز تھے، مسلمان قوم کی عزت اور خون کی ان کی نگاہ میں کوئی قدر نہ تھی، وہ اپنے گلے بندھوں کو بے تکلف انگریز فوج میں بھرتی کراتے اور جنہیں بھرتی کراتے انہیں اپنے نام نہاد مشائخ سے تعویذ بھی لے کر دیتے کہ وہ ترکوں کی گولیوں سے محفوظ رہیں۔

اس ہنگامہ دار و گیر کی شدت و سختی کا آپ اس بات سے اندازہ لگائیں کہ سینکڑوں نہیں ہزاروں علما و مشائخ اور دینی و قومی ورکر جیلوں میں پہنچ گئے لیکن سلام ہو ان لوگوں پر کہ انہوں نے ذرہ برابر پرواہ نہ کی اور ہنسی خوشی سب کچھ برداشت کر لیا۔ ان کی زبانوں پر "الحمد للہ بمصیبتے گرفتارم نہ بمعصیتے" کا ترانہ تھا اور وہ بصد مسرت حالات کا مقابلہ کر رہے تھے۔ اس دورِ ستم میں بعض خانقاہیں بعض دارالافتاء اور بعض مدارس انگریز راج کی ہمدردی میں گھل رہے تھے ---- اور حیرت ہے کہ انہی کے اخلاف آج تاریخ کا منہ چڑا کر اپنی سیاہ باطنیوں کو حقیقت کا رنگ دے رہے ہیں۔

اور اس قماش کے لوگوں کی رسوائیوں کی داستان اس قدر طویل طویل ہے کہ توبہ بھلی! لیکن ہمیں ان سے کیا غرض، ہمیں تو ذکر کرنا ہے ان بلند شان محبت کا جنہوں نے انگریز کی ہتھکڑی اور بیڑی کو مردانہ زیور سمجھ کر قبول کر لیا۔ انہی میں حضرت لاہوری تھے۔ کس کس جیل میں انہیں ڈالا گیا اور کس طرح کس مپرسی کے عالم میں انہیں لاہور لایا گیا؟ لاہور میں حضرت والا شان کی ابتدائی زندگی کے واقفین جانتے ہیں کہ کس قدر پریشانیاں تھیں لیکن وہ بندہ خدا نہ پریشان ہوا نہ غم اس کے قریب لگا۔ اس نے ہر پریشانی کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔ قدرت اس پر مہربان ہوئی اس کے ہاتھوں متعدد مساجد لاہور میں تعمیر ہوئیں جو آج بھی مرکز رشد و ہدایت ہیں۔ اسے قرآن عزیز کے ترجمہ و تفسیر کی توفیق نصیب ہوئی اس نے متعدد بار اپنے شیخ کا سندھی ترجمہ چھاپا۔ اردو و انگریزی میں وقیع اور قیمتی لٹریچر لاکھوں کی تعداد میں چھاپ کر ساری دنیا میں پھیلایا۔ درس قرآن کی ایسی طرح ڈالی کہ فرشتے جھوم اٹھے، تزکیہ نفس کی جو بساط بچھائی اس پر بڑے بڑے جنید رشک کرنے لگے طلبہ اور طالبات کے مدرسے بنائے، ہفت روزہ دینی جریدہ کا اہتمام کیا۔ اور پھر تقسیم ملک کے بعد اس ملک میں دینی قوتوں کو مجتمع کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ یہ وہ وقت تھا کہ ان کی صحت کمزور اور قویٰ مضمحل ہو چکے تھے۔ مولانا غلام غوث ہزاروی، مفتی محمود، مولانا گل بادشاہ، مولانا عبدالواحد، مولانا محمد اکرم اور ان جیسے کتنے حضرات تھے جنہیں حضرت الامام نے اس عظیم کام کے لئے آمادہ و تیار کر دیا اور پھر اس جہد وسعی کے بہترین نتائج ہمارے سامنے آئے۔

آج وہ ذات گرامی اس دنیا میں موجود نہیں بلکہ اس کے رفقاء و خدام کی بھی ایک بڑی تعداد دنیا سے رخصت ہو گئی ہے لیکن اس کی جلائی ہوئی مشعل فروزاں ہے اور ہمیں یقین ہے کہ وہ فروزاں رہے گی۔ کیونکہ اس میں امام احمد علی کا خون جگر شامل ہے۔ اس کا خلوص شامل ہے اور خلوص پر جو عمارت استوار ہوتی ہے اس کی رعنائیاں سدا بہار ہوتی ہیں۔

آئیں! اپنے اللہ سے عہد کریں کہ یہ قدسی صفات لوگ اس رزم گاہِ حیات میں زندگی کے نشیب و فراز سے عہدہ برآ ہونے کے لئے جو راستہ متعین کر گئے اسی پر چلتے رہیں گے اور اسی پر اپنی جانیں نچھاور کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عمل فرمائے

آمین! ثم آمین!!

خاکپائے اسلاف

علوی

۱۷ رمضان ۱۴۰۱ھ

◎

خطبۂ جمعہ — ضبط و ترتیب: علوی

جہنم سے آزادی حاصل کریں

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہ ○

بعد از خطبہ مسنونہ!

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ .... لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ - صدق اللہ العلی العظیم۔ (البقرہ ۱۸۶)

محترم حضرات! سورۂ بقرہ کے ۲۳ رکوع کا بڑا حصہ رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت، روزوں کے فلسفہ اور بعض دوسرے مسائل پر مشتمل ہے۔ آپ پچھلی دو صحبتوں میں اس ضمن میں کئی ایک ضروری باتیں سماعت فرما چکے ہیں اس رکوع میں ۶ آیات ہیں دو مختصر ۴ طویل۔ چاروں طویل آیات روزہ سے متعلق ہیں جبکہ دو مختصر آیتوں میں ایک تو وہ ہے جو آپ نے ابتدا میں سماعت فرمائی اور دوسری مختصر آخری آیت ہے جس میں ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طریق سے کھانے اور حکام کے ذریعہ دوسروں کے مال باطل اور غلط طریقوں سے اینٹھنے سے روکا اور منع کیا گیا ہے ----

رکوع کی آخری آیت میں ناجائز و حرام مال سے روکا گیا۔ کیونکہ روزہ کی عبادت کا نتیجہ یہی ہونا چاہئے . . . .

. . . . .

جب ایک بندہ مہینہ بھر اس عبادت کی وجہ سے دن بھر حلال چیزوں سے دور رہا تو گویا وہ اس قابل ہو گیا کہ اپنے خالق و مالک کے حکم کو جہاں پائے وہاں اپنا ہاتھ روک لے۔ جب ایسا ہو گیا تو اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری رضا کی خاطر حلال سے ہاتھ کھینچ لینے والو! حرام سے تمہارا ہاتھ بالکل رک جانا چاہئے اور اس طرف کسی حال میں تمہارے قدم نہ اٹھنے چاہئیں اور اگر خدانخواستہ روزہ کی محنت و مشقت کے بعد حرام خوری کی مکروہ عادت نہ گئی تو معاملہ دگرگوں ہو جائے گا۔ اور یہ ساری محنت اکارت و رائیگاں جائیگی جیسا کہ حدیث میں موجود ہے۔ بہرحال اس وقت آیت ۱۸۶ کے متعلق گذارش کرنا ہے۔ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

"اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں نزدیک ہوں، دعا کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے پھر چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔"

(حضرت لاہوری قدس سرہٗ)

عبادت کا مقصد

اس سے قبل دو آیتوں ۱۸۴ ۱۸۵ میں روزے کے احکام و مسائل ہیں اور اس کے بعد کی آیت ۱۸۷ میں بھی۔ درمیان میں اللہ تعالیٰ بندوں کے ساتھ اپنے قرب و تعلق کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ میری چوکھٹ کے بھکاری اور سائل میرے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ میں کہاں ہوں؟ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں تو بہت ہی نزدیک ہوں ---- سورۃ ق میں فرمایا کہ میں رگِ حیات سے زیادہ قریب ہوں۔ جب کوئی مجھے پکارتا ہے مجھ سے آہ و زاری کرتا اور مجھ سے فریادرسی کی درخواست کرتا ہے تو

ہیں اس کی دعا قبول کرتا اور اس کو ہر طرح نوازتا ہوں۔ دریاں میں اس بات کا ذکر اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں پر یہ بات واضح ہو جائے کہ ایک بندۂ مومن کی ساری محنت اور جد وجہد اسی غرض سے ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے، اس کی بارگاہ میں اسے قرب و تعلق کا مقام نصیب ہو جائے۔ ہر عبادت ہر بندگی اور ہر طریق ذکر و فکر کی اصل غایت یہی ہے ـــــــ حضرت لاہوری قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں :۔

"اب دوسرا کام شروع ہوتا ہے یعنی روح تعلیم، عملی طور پر مذہبی پابندی کے لئے دعا نہایت عمدہ ذریعہ ہے۔ آپ نے فرمایا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم) الدعاء مخ العبادہ (دعا عبادت کا مغز اور روح ہے) اس کے آزمانے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جو اعلیٰ سے اعلیٰ قبولیت دعا کے وقت ہیں

ان میں دعا کے تمام شرائط کو پورا کرکے دعا کرو اگر اکثر اچھا نتیجہ نکلا تو سمجھ لینا کہ دعا بھی کوئی چیز ہے۔ قبولیت دعا کے اعلیٰ اوقات اور شرائط دعا موجود نہ ہوں تو مطلوبہ نتیجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کی مثال یہ ہو سکتی ہے کہ اگر ہم کسی کو گندم کے اگنے کا تجربہ کرانا چاہیں گے تو یہ تجربہ فصل گندم کی کاشت کے اوقات میں دکھایا جا سکے گا۔"

(ص ۴۴)

قبولیتِ دعا کی شرائط

قبولیت دعا کی بڑی شرط رزق حلال کا اہتمام ہے کیونکہ حضور نبی مکرم شافع روز محشر قائدنا الاعظم محمد عربی صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و سلامہ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ بڑے اہتمام سے ہاتھ لمبے کر کرکے دعائیں مانگتے ہیں لیکن ان کا پہننا، کھانا سب حرام کا ہوتا ہے۔ دعائیں کیسے قبول ہوں ؟ ایک جگہ فرمایا۔ ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا۔ وہ ذات پاک ہے پاکیزگی ہی اسے پسند ہے۔ اس کے بغیر کوئی چیز وہ قبول نہیں کرتی ـــــــ رہ گئے دعا کے خاص اوقات جن میں وہ قبول ہوتی ہے تو ان کی تفصیل سے قطع نظر رمضان تو بہرحال ایسا ہے کہ اس کی ایک ایک گھڑی میں بطور خاص دعائیں قبول ہوتی ہیں ـــــــ اور اس کا آخری عشرہ جسے حدیث میں "عتق من النار" کہا گیا ہے اس میں تو رحمت خداوندی پورے جوبن پر ہوتی ہے ـــــــ گذشتہ صحبت میں عرض کیا جا چکا ہے کہ رمضان کے پہلے عشرہ کو رحمت کا عشرہ، دوسرے کو مغفرت کا اور تیسرے کو جہنم سے آزادی کا عشرہ کہا گیا ہے۔

جہنم سے آزادی

اپنے ایک فاضل بزرگ مولانا محمد منظور نعمانی کے حوالہ سے اس حدیث کی توجیہہ بھی عرض کی گئی۔ (یعنی پہلے دو حصوں کی) اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اصحاب صلاح و تقویٰ پر تو ابتدا ہی میں رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور وہ لوگ جو اس قسم کے صلاح و تقویٰ کے مالک نہیں ہوتے لیکن بالکل بھی گئے گذرے نہیں ہوتے وہ جب پہلے عشرہ میں اعمال خیر کے ذریعہ توبہ و انابت سے اپنے حالات کو بہتر بنا لیتے ہیں۔ تو گویا وہ مغفرت کے لائق ہو جاتے ہیں۔ اب رہ گیا تیسرا طبقہ تو بقول مولانا "یہ طبقہ ان لوگوں کا ہے جو اپنے نفسوں پر بہت ظلم کر چکے ہیں ان کا حال بڑا ہی ابتر ہے وہ اپنی بداعمالیوں سے دوزخ کے پورے مستحق ہو چکے ہیں۔ ایسے لوگ بھی جب رمضان کے پہلے اور درمیانی حصے میں عام مسلمانوں کے ساتھ روزہ رکھ کر اور توبہ و استغفار کرکے اپنی سیاہ کاریوں کی کچھ صفائی اور تلافی کر لیتے ہیں تو اخیر عشرہ میں

(جو دریائے رحمت کے جوش کا عشرہ ہے) اللہ تعالیٰ دوزخ سے ان کی بھی نجات اور رہائی کا فیصلہ فرما دیتا ہے۔

آخری عشرہ

ویسے بھی احادیث پر ایک نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عشرہ کی خاص کرامات ہیں۔ مسلم شریف کی روایت کے مطابق حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا و رضوانہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت وغیرہ میں وہ مجاہدہ کرتے اور وہ مشقت اٹھاتے جو دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح آپ ہی سے دوسری روایت ہے جس کو امام بخاری اور امام مسلم قدس سرہما نے نقل کیا کہ آخری عشرہ آتا تو آپ کمر کس لیتے اور شب بیداری کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگا دیتے۔ پھر یہ کہ لیلۃ القدر کی مبارک رات اسی عشرہ میں ہے۔ صحیح بخاری کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہی روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ "شب قدر کو تلاش کرو۔ رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں، اور جانتے ہو کہ شب قدر وہ ہے جس میں قرآن کا ابتدائی نزول ہوا (سورہ قدر) ۔ قرآن نے بتلایا کہ اس رات میں فرشتے روح القدس علیہ السلام کی قیادت میں تشریف لاتے اور لوگوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

خادم رسالت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات امام بیہقی قدس سرہٗ نے شعب الایمان میں نقل کی۔ کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں نازل ہوتے ہیں اور ہر اس بندے کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں جو کھڑا یا بیٹھا اللہ تعالیٰ کے ذکر و عبادت میں مشغول ہوتا ہے ـــــــ اسی رات میں اللہ تعالیٰ سے معافی و عافیت کی درخواست و دعا حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سکھلائی ـــ اسی عشرہ میں آپ "کا معمول اعتکاف کا تھا اور آپ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف فرماتیں اور ایک مرتبہ جب آپ سفر جہاد کے سبب اعتکاف نہ فرما سکے تو اگلے سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا ـــــــ اور جب رمضان کی آخری رات ہوتی ہے اور وہ بھی عشرہ اخیرہ میں ہی ہے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول حضرت نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ امت کے لئے مغفرت و بخشش کا فیصلہ ہوتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! ایسا شب قدر میں ہوتا ہے ؟ فرمایا شب قدر نہیں آخری رات کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ عمل کرنے والا جب اپنا عمل پورا کر لے تو اس کو پوری اجرت مل جاتی ہے۔

محترم حضرات ! یہ تفصیلات مزید کسی حاشیہ کی محتاج نہیں۔ ارشادات رسالت بڑے واضح اور صاف ہیں ـــ ضرورت عمل کی ہے، گناہوں سے معافی مانگنے کی ہے، اللہ تعالیٰ سے عافیت اور نجات طلب کرنے کی ہے۔ آخری عشرہ سر پر ہے۔ اس میں اعتکاف اور دوسرے نبوی معمولات کا اہتمام کریں اور "جہنم سے آزادی" کا پروانہ حاصل کرنے کی فکر کریں۔ کہ نہ معلوم آئندہ رمضان کس کو نصیب ہوگا ؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے رمضان کی برکات سے سرفراز فرمائے۔ آمین !

بقیہ : احادیث الرسولؐ

جب آدمی نذر وغیرہ مان لے۔ رمضان کا یہ اعتکاف سنت ہے۔ اگر محلہ کی مسجد میں کوئی آدمی بھی اعتکاف نہ بیٹھے تو سب لوگ گنہگار ہوں گے ـــ ایک اعتکاف مستحب ہے جب آدمی مسجد میں نماز کے لئے جائے تو اس کی نیت کر لے اور مسجد میں احتیاط سے بیٹھے اور ذکر و فکر میں مشغول رہے۔ اعتکاف میں علائق دنیا سے بالکل بے نیاز ہو جائے ناگزیر بشری ضرورتوں کے بغیر مسجد سے باہر نہ جائے۔ مسجد میں عام حالات میں اور بالخصوص اس حالت میں دنیوی باتوں سے گریز کرے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کو یہ عبادت اتنی عزیز تھی کہ ایک رمضان میں کسی جہادی سفر کے سبب آپ ؐ

حضرت الامام لاہوری قدس سرہٗ کی معروف عالم کلاس "دورۂ تفسیر قرآن" کا سلسلہ الحمدللہ اب تک قائم ہے۔ شیخ لاہوری کے "یار غار" امیر شریعت السید عطاء اللہ شاہ الحسینی البخاری قدس سرہٗ کی قائم کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے کوئی فاضل مبلغ ہر سال چند دن لاہور آتے اور اس کلاس کو فرق باطلہ سے روشناس کراتے ہیں۔ امسال مجلس کے صاحب علم و فضل بزرگ مولانا عبدالرحیم اشعر تشریف لائے۔ کل ان سے جناب شیرازی صاحب کی معیت میں ملاقات ہوئی۔ شیرازی صاحب اور وہ رفیق سفر رہ چکے ہیں۔ یہ اشعار اسی دور کی یاد دلاتے ہیں۔

(علوی)

زندہ رکھیو! شیخ لاہوریؒ کی اِن برکات کو

مولوی عبدالرحیم اشعر ملے برسوں کے بعد
شیخ لاہوری کے حجرے میں مجھے کل رات کو

وُہ یقیناً ہیں رئیسِ شعبۂ تبلیغِ دیں
یاد رکھتے ہیں وہ وید انجیل اور تورات کو

یاد آیا مے! وہ پیاری مجلسیں احباب کی
کب بھلا سکتا ہے دل اس دَور کے دن رات کو

شہ بخاری، ماسٹر جی، مولوی جالندھری
ان کا سایہ ڈھانپ لیتا تھا مری اوقات کو

قاضی صاحب، مولوی اشعر کہ ہوں سائیں حیات
فیض صحبت ان کا بھی حاصل تھا دن اور رات کو

تھے مجاہد الحسینی میرے ساتھی اور رفیق
کاٹتے تھے خوش بخوش ہم زیست کے اوقات کو

وقف تھا اپنا قلم ختم نبوّت کے لئے
یاد کرتا ہوں میں اب اس دَور کے حسنات کو

جانے پھر کس کی نظر حسنِ نظر کو کھا گئی
مَیں نہ بھولوں گا حسیں یادوں کی اس بارات کو

اب کہاں ہیں دفترِ احرار کی وہ رونقیں
ساتھ اپنے لے گئیں جو عید اور شبرات کو

ہاں انہی لوگوں کی کوشش سے ہوا حل مسئلہ
حق نے پسپا کر دیا ہے لشکرِ ظلمات کو

ہم سی محسن کش بھی دنیا میں نہ ہوگی کوئی قوم
بھول جائیں ہم بزرگوں کی اگر خدمات کو

مولوی انور ہوں، اشعر، تاج یا منظور ہوں
علمِ دیں اللہ نے بخشا ہے ان کی ذات کو

میرے مولا! ہیں یہ سارے باقیات الصالحات
زندہ رکھیو شیخ لاہوری کی اِن برکات کو

شاعری میری بھی ہے آدھی صدی کی داستاں
ہے ضرورت اس کی بھی تاریخ کے صفحات کو

خواجہ حافظ بھی تو ہیں آزادؔ کے پیرِ مغاں
بھول سکتا ہے یہ کب شیراز کی سوغات کو

۳ جولائی ۸۱ء — آزاد شیرازی

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا السید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے فرزند جلیل

حضرت مولانا محمد ارشد مدنی سے ایک انٹرویو

پچھلے دنوں حضرت مولانا محمد ارشد مدنی ایک مختصر دورہ پر پاکستان تشریف لائے۔ سخاکوٹ میں حضرت مولانا عزیز گل صاحب مدظلہم کی زیارت اور لاہور کے دورہ سے واپسی پر اتوار ۲۸ جون کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی تشریف لائے مہمان خانہ میں مختصر قیام فرمایا۔ مولانا سے کافی وفود اور رفقا نے ملاقات کی۔ مسلسل سفر اور بے آرامی کی وجہ سے مولانا پر تھکاوٹ کے کافی آثار تھے لیکن اس کے باوجود آپ نے جامعہ کی دارالحدیث میں پونے گیارہ بجے سے بارہ بجے تک طلبہ کو خطاب کیا اور بہت سی زریں نصیحتوں سے نوازا خطاب کے بعد مولانا کے اعزاز میں ایک پرتکلف ظہرانہ دیا گیا نماز ظہر کے فوراً بعد بندہ حاضر ہوا اور چند منٹ کی اجازت چاہتے ہوئے ایک مختصر سا انٹرویو لیا۔ (منظور احمد الحسینی شعبہ نشر و اشاعت مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی)

سوال: ہندوستان میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کے بارے میں کچھ بتلائیں؟

جواب: ہمارے ہاں موجودہ زمانے میں قادیانیت کا پرچار اور سرگرمیاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ مسلمانوں میں مذہب اور مسلک سے بعد سارے عالم میں پایا جاتا ہے اس کے باوجود دعویٰ نبوت یا قادیانی مذہب کی تبلیغ ہندوستان کے طول و عرض میں مسلمان اپنے دین کے لیے ایک زبردست چیلنج اور مذہب سے انحراف سمجھتا ہے۔

کافر اپنے دین کی تبلیغ کرسکتا ہے، عیسائی اپنے دین کی تبلیغ کرسکتے ہیں لیکن کوئی قادیانی ختم نبوت کے عقیدے کے خلاف اپنے کسی عقیدے کو پیش کرے مسلمان اس کو برداشت نہیں کر پاتے چنانچہ ہندوستان کے طول و عرض میں کسی جگہ بھی قادیانی کھلم کھلا نہ اپنا کوئی اجتماع کرسکتے ہیں نہ کسی درس گاہ یا مسجد کے نام سے اپنی عبادت گاہ کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔ ہندوستان کے جنوب میں بعض صوبے تو ایسے ہیں کہ جہاں لوگ اس مذہب کے نام سے بھی قطعاً ناآشنا ہیں۔ میرے خیال میں ہندوستان کی سرزمین اس جیسے فرقوں کے لیے بہت سنگلاخ ہے یہی وجہ ہے کہ قادیانیت ہو یا دوسرے فرق ہندوستان میں اپنے میدان میں وسعت پیدا نہیں کر سکے، جس کا بظاہر سبب رشد و ہدایت اور سلف صالحین کے مسلک کے مرکز کا وجود دارالعلوم دیوبند کی خیرات و برکات ہیں۔

سوال: آج کل ہندوستان میں مسلمانوں کی اقتصادی دینی اور مروجہ عمومی تعلیمی حیثیت کیسی ہے۔؟

جواب: تقسیم ملک کے بعد اقتصادی اعتبار سے مسلمان زیادہ مضبوط ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ برادران وطن کی طرح اقتصادی میدان میں مسلمانوں نے ترقی کی ہے لیکن دولت کی تقسیم اور وسائل حیات سے ہر شخص اپنے علم، اپنی تجارت اور امکانیات سے بقدر صلاحیت حصہ پایا ہے۔ دنیاوی تعلیم میں دوسرے برادران وطن کی طرح مسلمان کو بھی مکمل مواقع حاصل ہیں اگرچہ مسلمان ان سے کماحقہ، فائدہ نہیں اٹھاتا۔ دینی علوم میں بڑے بڑے مراکز مدارس ہندوستان کے ہر خطۂ ارض میں قائم ہیں۔ تقسیم ملک کے وقت سے ان میں ترقی ہے اور اب کئی گنا زیادہ مدارس دینیہ کا جال پھیلا ہوا ہے۔

سوال: ہندوستان میں جمیعۃ العلماء ہند کس حیثیت سے کام کر رہی ہے؟

جواب: ہندوستان میں "جمیعۃ علماء ہند" دستوری اعتبار سے کوئی سیاسی جماعت نہیں اور وہ پارلیمنٹری سیاست میں کوئی حصّہ نہیں لیتی۔ ہاں جمیعۃ کی طرف سے اس کے ہر ممبر اور ہر عہدیدار کو اس کی اجازت ہے کہ وہ کسی بھی غیر فرقہ پرور جماعت کا ممبر رہ سکتا ہے اور سرگرم حصّہ بھی لے سکتا ہے۔

اگرچہ ممبران کے ایک طبقہ کا خیال تھا کہ جماعت کو پارلیمنٹری سیاست میں اور جماعتوں کی طرح شریک رہنا چاہیئے لیکن شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رح، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ، اور مولانا حفظ الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ حضرات نے بہت سوچ سمجھ کر تقسیم ملک کے بعد "جمیعۃ" کے لیے ایسے غیر سیاسی طریقہ کو مناسب ہی نہیں بلکہ ضروری سمجھا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو شاید جماعت کو مخلص اور صرف جماعت ہی کے لیے قربانی دینے والے افراد میسر نہ ہو سکتے بلکہ جماعت سیاست سے منفعت حاصل کرنے والے لوگوں کے لیے وسیلہ اور ترقی کا زینہ بن جاتی۔

سوال: جمیعۃ کی مذہبی اور معاشی خدمات کے بارے میں مختصراً کچھ فرمائیں گے؟

جواب: تقسیم ملک کے بعد جب مشرقی پنجاب اور راجستھان کے بعض علاقوں میں ارتداد عن الاسلام کا طوفان بہت زور سے اٹھا اور وہ مسلمان جن کے قلوب میں ایمانی بشاشت راسخ نہیں ہوئی تھی ہندوؤں کے ظلم وستم سے ڈر کر ارتداد کر بیٹھے تو "جمیعۃ علمائے ہند" نے اپنا اہم مشن بنا کر اور وقت کا اہم ترین فریضہ سمجھ کر اس کے خلاف تحریک اٹھائی اور اپنے ورکرز کو جن میں حضرت مولانا محمد میاں صاحب اور مولانا منظور حسین قاسمی سرِ فہرست ہیں انہوں نے مشرقی پنجاب اور راجستھان کے دور دراز علاقوں میں پہنچ کر تبلیغ دین کی اور لوگوں کو پھر اسلام میں داخل کیا۔

نیز مسلمانوں کو اقتصادی مضبوطی کی طرف روشنی دینا، ان کی اجتماعی رہبری کرنا، انفرادی الجھنوں کو دور کرنے میں مدد کرنا، تقسیم ملک سے جو دونوں طبقوں میں باہمی بُعد پیدا ہو گیا تھا اس خلیج کو دور کرنا۔ اور جس فرقہ پرستی کو دور کرنے کے لیے اکابر جمیعۃ نے تقسیم ملک سے پہلے جان کی بازی لگائی تھی اس کی کمر توڑنا یہ جمیعۃ کا اہم ترین نصب العین ہے اور جمیعۃ آج تک اس پر قائم ہے۔ جمیعۃ کی ہر صوبے میں (علاوہ کشمیر) ہزاروں شاخیں قائم ہیں۔ اور لاکھوں ممبر ہیں۔

سوال: کیا حالیہ مسلم کش فسادات حکومت کی شہ پر ہوئے ہیں؟

جواب: یہ تو نہیں کہا جا سکتا لیکن ہاں حکومت کے افراد کی غفلت اور اپنے فرض منصبی کو ادا نہ کرنا اس کا سبب بن جاتا ہے۔

سوال: دیگر مسلم جماعتیں کس حد تک مسلم کاز کے لیے جمیعۃ سے تعاون کرتی ہیں اور جمیعۃ کی ان میں کیا پوزیشن ہے؟

جواب: چونکہ تقسیم ملک میں انگریزوں کے خلاف "جمیعۃ العلمائے ہند" ہی کے اکابر نے برادرانِ وطن کے دوش بدوش بلکہ ان کے آگے بڑھ کر لڑائی لڑی۔ صعوبتوں کو برداشت کیا، جیلوں میں رہے اس لیے قدرتی طور پر حکومت کے سامنے شکایات کو پیش کرنے میں جو جسارت جمیعۃ کر سکتی ہے وہ کوئی ایسی جماعت نہیں کر سکتی، جس کا وجود تقسیم ملک کے بعد ہو۔ چنانچہ تقسیم ملک کے بعد "تبادلہ آبادی" کے وقت جو بھیانک مسلم کش فسادات ہوئے اس وقت "جمیعۃ علمائے ہند" کے افراد کے علاوہ بلا استثنا کوئی دوسرا شخص میدان میں نہیں تھا۔ مولانا ابو الکلام آزاد، مولانا حفظ الرحمٰن، حضرت مدنی رحمہم اللہ، یہی لوگ کفن بردوش سامنے آئے اور انہیں یہ حق حاصل تھا کہ ارباب حکومت کا ہاتھ پکڑ کر اپنی بات کو رکھ سکتے کیونکہ انہوں نے آزادی وطن کے لیے کسی سے کم قربانی پیش نہیں کی تھی اس لیے دوسری مسلم جماعتوں کے مقابلہ میں ہر دور میں جمیعۃ العلمائے ہند کی آواز کو جو طاقت رہی ہے وہ کسی اور جماعت کو حاصل نہیں ہو سکی ہے۔ ☆

بقیہ: طبی مشورے

مثانہ میں درد وغیرہ کے بارے میں تفصیل موجود ہو۔ براہ راست جواب چاہیں تو جوابی لفافہ لکھئے۔ عام حالات میں آپ کشتہ قشر بیضہ مرغ ایک رتی صبح سویرے مکھن میں رکھ کر کھائیے۔

شب و روز

انجمن خدام الدین کی جنرل کونسل کے اجلاس کی مکمل کارروائی ملاحظہ فرمائیے

مرتب: ظہیر میر

گزشتہ شمارے میں اعلان کیا گیا تھا کہ انجمن خدام الدین کی جنرل کونسل کے اجلاس کی مکمل کارروائی آئندہ شمارے میں پیش کی جائے گی وعدہ کے مطابق یہ تفصیلی رپورٹ پیش خدمت ہے:

اجلاس میں جون ۱۹۷۹ء تا جون ۱۹۸۰ء تک انجمن خدام الدین کی روئیداد کارگزاری پڑھ کر سنائی گئی اس روئیداد کی تلخیص یہاں پیش کی جا رہی ہے۔

حضرت لاہوری قدس سرہٗ ان نادرۂ روزگار شخصیات میں تھے جو اپنی ذات میں انجمن اور مستقل ادارہ اور تحریک ہوا کرتے ہیں آپ نے اپنی زندگی کا ایک حصّہ اپنے اساتذہ بالخصوص حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے ایما پر گزرا جہاں آپ اپنے مشفق بزرگ امام انقلاب مولانا سندھی علیہ الرحمۃ کی مصروفیات میں ان کے معاون تھے۔ مولانا سندھی رح کے سفر کابل کے بعد آپ ہی دہلی کے اس قرآنی اور جہادی مرکز کے نگران قرار پائے۔ ۱۹۱۷ء میں لاہور میں آپ کا قیام ہوا۔ جہاں ۱۹۲۲ء میں آپ نے اپنے مخلص ساتھیوں کی رفاقت میں انجمن خدام الدین کی بنیاد ڈالی۔ آپ کے دور میں اس انجمن کے پلیٹ فارم سے جو دینی، علمی اور روحانی کام ہوا اس کی تفصیل کے لیے۔ ایک دفتر درکار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور آپ ایسے مخلصین کی توجہ سے کچھ نہ کچھ سلسلہ جاری ہے۔ لیکن اب اس کی تنظیم نو کی اشد ضرورت ہے۔ فی الحال انجمن کے دس شعبہ جات کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل یوں ہے:- (۱) مدرسۃ البنات (۲) مدرسہ قاسم العلوم (۳) ہفت روزہ خدام الدین (۴) شعبہ تالیف واشاعت (۵) اشاعت قرآن (۶) شعبہ امداد غرباء (۷) تعمیرات (۸) تنظیم مساجد (۹) سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ (۱۰) لائبریری۔

اس کے بعد ہر شعبے سے متعلق تھوڑی بہت تفصیل بیان کی گئی ہے:

۱۔ مدرسۃ البنات

اس مدرسہ نے بچوں کی تعلیم و تربیت میں انقلابی کردار ادا کیا ہے۔ سابقہ حکومت کی تعلیمی پالیسی کے نتیجہ میں یہ شعبہ بری طرح متاثر ہوا۔ اور طالبات کی رفتار داخلہ بہت کم ہو گئی ساتھ ہی عصری علوم کا انتظام نہ ہونے کے سبب نقصان ہوا اس کی تلافی یوں کی گئی ہے کہ لاہور کے ایک قدیم تعلیمی ادارے کی ریٹائرڈ پرنسپل صاحبہ کی خدمات حاصل کر کے مدرسہ کو پبلک طرز کا ادارہ بنا دیا گیا ہے جس میں ۱۳۵ سے بڑھ کر طالبات کی تعداد ۳۱۰ ہو گئی ہے۔ گو یہ بڑی تعداد نہیں تاہم سابقہ حالات کے مقابلہ میں معقول تعداد ہے۔ اس تعداد میں مزید اضافہ کیسے ہو؟ لوگوں کو کیسے ترغیب دی جائے؟ یہ سلسلے ہیں جن میں آپ حضرات سے مشورہ مطلوب ہے۔ مدرسہ کی سابقہ حیثیت ظہر بعد کی کلاسز کے طور پر قائم ہے جس میں دینی علوم کا معقول انتظام ہے۔ شعبہ سلائی میں سویٹر بننے کی مشین کا اضافہ ہو چکا ہے۔ ارادہ یہ ہے کہ اسے ایک باقاعدہ انڈسٹریل ہوم کی طرز کے ادارہ میں تبدیل کر دیا جائے تاکہ ضرورت مند خواتین وہاں تربیت حاصل کر کے باعزت زندگی گزار سکیں اسی طرح کراچی میں مدرسۃ البنات کی اس طرز پر تعمیر و ترقی مطلوب ہے۔

۲۔ مدرسہ قاسم العلوم

مدرسہ قاسم العلوم میں روزانہ شام کو تعلیم بالغاں کی کلاس ہوتی ہے اور شعبان و رمضان میں دورہ تفسیر ہوتا ہے اس سلسلہ کو مزید ترقی کیسے دی جائے اس پر سوچنے کے ساتھ ساتھ ایک تجویز یہ ہے کہ

فارغ التحصیل باصلاحیت طلبہ کے لیے ایک اقامتی درس گاہ ہو۔ جس کا جچا تلا نصاب قریب قریب دو سال پر مشتمل ہو۔ اس درس گاہ میں ان طلبہ کو معقول وظائف دیئے جائیں "متن قرانی" جس کی تعلیم کی ہمارے یہاں بڑی کمی ہے اس کی معیاری تعلیم نیز عصری علوم کے ساتھ ساتھ عربی بول چال اور دعوت و ارشاد کی تربیت ہو اور ہم ان طلبہ کو اسی شعبہ کی وساطت سے فوج، تعلیمی اداروں اور دوسرے مقامات پر پروقار طریقہ سے ملازمتیں مہیا کر سکیں۔ انجمن کے ایک مخلص رفیق جناب سیٹھ نور محمد صاحب نے لاہور کے قریب ہی مدرسہ کے لیے ایک معقول قطعہ اراضی مرحمت فرمایا ہے۔ خیال یہ ہے کہ ایک مسجد اور چند کمروں سے وہاں کام کی ابتدار کر دی جائے کلاس کو جلدی شروع کیا جائے جس میں علمار کی ایک معقول تعداد ہو جو ہر سال فارغ التحصیل ہو کر قوم و ملت کی بہتر خدمت انجام دے سکے۔

۳۔ ہفت روزہ خدام الدین

ہفت روزہ خدام الدین کی اشاعت کے لیے حضرت کی جماعت اگر متوجہ ہو کر ایک محدود عرصہ پر سالانہ خریداری مہم شروع کرے اور مشنری جذبہ سے کام شروع کیا جائے تو اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ خدام الدین کا ایک ذیلی دفتر کراچی میں کھولنا اور وہاں ایک مستقل نمائندہ کا تقرر بھی خاطر خواہ نتائج کا باعث ہوگا اس سلسلہ میں بطور خاص کراچی کے احباب اور رفقاء سے مشورہ مطلوب ہے۔

۴۔ شعبہ تالیف و اشاعت

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حضرتؒ کے معرکۃ الآراء ۳۴ رسائل کا سیٹ جو عرصہ سے ختم تھا چھپوایا گیا ہے۔ حضرتؒ کے ملفوظات، طیبات مرتبہ بھائی عثمان غنی صاحب کی اشاعتِ نو کی گئی ہے۔ مفت تقسیم رسائل کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ صرف عیدالفطر اور پندرھویں صدی ہجری پر حضرت امیر محترم کے خطبات ۳۵ ہزار کی تعداد میں چھپے اور تقسیم ہوئے۔ پندرھویں صدی والا خطبہ بیرونی دنیا تک بھی مانا گیا اور مقبول ہوا۔ مخدومنا، مرشدنا اعلیٰ حضرت دین پوری قدس سرہٗ کی سوانح حیات "ید بیضا" کی اشاعت ہوئی جس پر خاصی لاگت آئی اب خطبات اور مجالس ذکر کی ترتیبِ نو اور طبع جدید کے ساتھ ساتھ یہ پروگرام بھی ہے کہ جدید طرز پر ضروری مسائل پر حضرت موجودہ کے مقالات، کتابچے اور خطبات کی تدوین و ترتیب کا کام ہو اور دوسرے اہلِ قلم اور ثقہ حضرات سے اس سلسلہ میں تعاون حاصل کیا جائے

۵۔ شعبہ اشاعتِ قرآن مجید

قرآن عزیز ۱۹۶۳ء میں دس ہزار کی تعداد میں طبع ہوا۔ اور پھر بالکل ختم ہو کر رہ گیا۔ بعد میں ۱۹۷۹ء میں دوبارہ شائع کیا گیا اور اعلیٰ ایڈیشن ۴۴ سو کی تعداد میں چھپا۔ جس پر سوا لاکھ روپے سے زیادہ لاگت آئی۔ ۱۹۸۰ء میں ایک اور ایڈیشن چھپا جس میں اعلیٰ ایڈیشن کے ساتھ ساتھ نیوز کاغذ پر بھی چھاپا گیا اور اس کی جلد بھی دو قسم کی بنوائی گئی۔ اس طرح گویا اب چار قسم کے قرآن عزیز دستیاب ہیں۔ اس ایڈیشن پر ایک لاکھ روپے کے قریب لاگت آئی ہے۔ حضرتؒ کے ترجمہ پر مشتمل حمائل شریف اور معرا قرآن مجید بھی منصوبہ میں شامل ہے۔

۶۔ شعبہ امداد غرباء

اس شعبہ سے ایک عرصہ سے یتامیٰ بیوگان اور غریب طلبہ و طالبات کو امداد دینے کے ساتھ ساتھ سفید پوش اور غیور لوگوں کی حسب توفیق مدد کی جاتی ہے جس کے سالانہ اخراجات تقریباً ۵۰۰۰ ہیں اس میں اضافہ اور ترقی کی بھی ضرورت ہے۔

۷۔ شعبہ تعمیرات

اس شعبہ میں بڑی مسجد کے دروازے برآمدہ میں بجلی کی جدید فٹنگ، وضو گاہ، بیت الخلا اور رنگ و روغن شامل ہیں برآمدہ پر اسّی ہزار، وضو گاہ پر پچیس ہزار اور استنجا خانے وغیرہ پر ۳۳ ہزار روپے کا خرچہ ہوا شیخ التفسیر ہال پر ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے خرچ ہو چکے ہیں اور اس کی فنشنگ ابھی باقی ہے۔ مدرستہ البنات مسجد اور دفاتر وغیرہ کی تعمیر و مرمت اور سفیدی وغیرہ کا سالانہ خرچہ قریباً پندرہ ہزار روپے ہے چھوٹی مسجد جس کے ساتھ دفاتر بھی ہیں کی تعمیر کو ۷۰ سال گزر چکے ہیں اس کی الگ امتیازی حیثیت برقرار رکھ کر اس کی تعمیر جدید کا تخمینہ

دو لاکھ روپیہ کا ہے جو بہت ضروری ہے اس کے ساتھ ہی طلبہ کی رہائش کے لیے پونے چار مرلہ کے پلاٹ پر چار منزلہ عمارت کے اخراجات کا تخمینہ ساڑھے چار لاکھ روپے ہے جس کی اشد ضرورت ہے کیونکہ طلبار کے لیے کوئی ٹھکانہ نہیں مدرسہ قاسم العلوم کی عمارت آبادی کے اندر آچکی ہے اور وہ بطور درس گاہ متحمل ہو سکتا ہے بطور رہائش گاہ نہیں اسی طرح مہمان خانہ کا قیام ضروری ہے کیونکہ سلسلہ کے مہمان نیز دوسرے مہمانانِ گرامی کی رہائش کا مسئلہ پریشان کن ہے اس کیلئے کوئی معقول جگہ نہیں ہے

۸۔ شعبہ تنظیم مساجد

حضرت قدس سرہٗ کی بنوائی ہوئی مساجد سمیت ۱۹ مساجد لاہور اور بیرون لاہور میں حضرت اقدس یا انجمن کے نام و سرپرستی میں کام کر رہی ہے اس سلسلہ کا جملہ کام ایک مخلص ممبر شیخ عبدالمجید صاحب کرتے تھے۔ جو اب بیماری کے سبب یہ فرائض پوری طرح سرانجام نہیں دے سکتے ان کی سرپرستی اور معاونت سے جدید ورکروں کی تربیت اور اس سلسلہ کو بڑھانا ضروری ہے تاکہ انجمن کی سرپرستی میں مساجد کا نظام دینے والے حضرات کو سہولت ہو اور انجمن بھی احسن طریق سے اس سلسلہ کی حفاظت کر سکے حضرت کی زندگی میں حضرت حافظ حمید اللہ صاحبؒ کی نگرانی میں رضاکار تنظیم کا اجرا ہوا تھا۔ اس کا احیار بھی ضروری ہے تاکہ مساجد کی حفاظت کا کام احسن طریق سے ہو سکے یہ سلسلہ لاہور کراچی پر تو فوری حرکت کا طالب ہے اس میں مزید اضافہ بعد میں کیا جا سکتا ہے۔

۹۔ سلسلہ عالیہ قادریہ، راشدیہ

حضرت شیخ التفسیرؒ نے اپنی لاہور آمد کے ساتھ ہی جیسے خدمتِ قرآن کے کام کو شروع کیا ویسے ہی آپ نے پہلے روز سے ہی روحانی و اخلاقی تربیت کے کام کو بھی جاری فرما دیا جس سے دہلی کی نسبت لاہور میں یہ کام اپنی افادیت کے لحاظ سے ہزار گنا بڑھ گیا چنانچہ انجمن خدام الدین، قاسم العلوم، تعمیر مساجد اور مدرستہ البنات کے بعد خیال ہوا کہ روحانی تربیت یافتہ حضرات بھی کسی منظم طریقہ سے دعوت و ارشاد کے کام میں حصہ لیں اس غرض سے ۱۹۵۰ء میں سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کی باقاعدہ تنظیم عمل میں آئی منشا یہ تھا کہ روحانی و اخلاقی دعوت و اصلاح اور قرآنی تعلیم و تربیت کے اس پاکیزہ نظام کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے اس مقصد کے پیشِ نظر مستطیع حضرات نے اپنی آمدنی کا ایک فیصد یا جس قدر توفیق ہو اشاعت کتاب و سنت اور سلسلہ کے مفید ترین لٹریچر کو گھر گھر پہنچانے کے لیے ہر ماہ پیش کرنے کا نہ صرف وعدہ بلکہ اس پر پورا پورا عمل بھی کیا۔

چنانچہ خطبات جمعہ، مجالس ذکر وغیرہ کی اشاعتِ عام اور عملاً پابندیٔ نماز، کثرت ذکر الٰہی اور کاروباری معاملات میں دیانت و امانت اور پابندیٔ عہد کا پختہ وعدہ نہ صرف اپنی ذات اور اپنے گھر والوں تک بلکہ دوست احباب، رشتہ داروں تک یہ پیغام حق اور دعوتِ اسلام پہنچانے کی ذمہ داری سلسلہ کے تمام احباب نے بہ شوق و رغبت قبول کی بلکہ ان لوگوں نے پوری مستعدی اور قوت و سرگرمی کے ساتھ اپنے آخری لمحہ حیات تک اس عمل خیر کو جاری رکھا لیکن نئی نسل کی آمد اور حالات کی سنگینی کے ساتھ ساتھ یہ کام بجائے ترقی کے سرد پڑتا چلا گیا۔ مگر اب وقت آگیا ہے کہ ہم نئے سرے سے حالات و مقتضیات وقت کا جائزہ لیں اور اپنی قومی و ملی اور ملکی ذمہ داریوں کو پورا کریں تاکہ ملک میں پھر سے توکل و اعتماد کی فضا قائم ہو اور ہم ذہنی سکون اور طمانیت قلب کی دولت سے مالا مال ہو کر اپنی زندگی اپنے ملک عالم اسلام کے تحفظ و استحکام اور امنِ عالم اور فضائی و خلائی اس کیلئے وقف کر سکیں۔

۱۰۔ لائبریری

ہمارے ہاں ایک عظیم الشان لائبریری موجود ہے گذشتہ سال اس علاقہ میں دیمک کے شدید حملہ نے اس لائبریری اور عمارت کو کافی نقصان پہنچایا محترم میاں محمد صادق صاحب نے زرکثیر صرف کر کے ڈمپ پروف کروا دیا جس سے کم از کم دس برس تک یہ سلسلہ محفوظ ہو گیا ہے تاہم لائبریری کی تنظیم جدید اسے عوامی ادارے میں تبدیل کرنا، تاکہ لوگ بکثرت فائدہ اٹھا سکیں، نیز ضائع شدہ کتابوں کی نگرانی جیسے مسائل فوری توجہ چاہتے ہیں۔ نیز کراچی میں بھی خدام الدین

لائبریری کا قیام از حد ضروری ہے۔

سابقہ کارکردگی اور آئندہ عزائم کا خاکہ آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا۔ قریب قریب ہر شعبہ میں کراچی کا ذکر آیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ کراچی ایسے اہم بین الاقوامی شہر میں انجمن کی سرپرستی میں تعلیمی اور تبلیغی کام کو وسیع پیمانے پر شروع کیا جائے اور کراچی و لاہور کے بعد دوسرے مقامات کی طرف توجہ کی جائے تاکہ بفضلِ تعالیٰ انجمن کا دائرہ کار بڑھ سکے اور اللہ کی مخلوق اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکے۔

ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ دستور کے مطابق امیر اور ناظم عمومی تو ایک ایک ہی ہوں گے۔ امارت کے سلسلہ میں حضرت امیر محترم کا مسئلہ تو طے شدہ ہے اس طرح ناظم عمومی کا بھی لاہور سے متعلق ہونا ضروری ہے تاکہ کام میں سہولت ہو۔ تاہم دو نائب امراء میں سے ایک ایک کراچی لاہور میں بانٹ دینا مناسب ہوگا۔ اس طرح سے کام میں سہولت ہوگی اس بارے میں آپ حضرات سے مشوروں کی ضرورت ہے۔

اجلاس میں اتفاق رائے سے درج ذیل عہدہ دار منتخب ہوئے

امیر: حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

سرپرست برائے کراچی شاخ: جناب حاجی محمد یوسف صاحب مدظلہ

نائب امیر از لاہور: جناب ڈاکٹر عبدالرشید صاحب (باغبانپورہ لاہور)

نائب امیر از کراچی: جناب قاری نذیر احمد صاحب کراچی

ناظم عمومی: جناب میاں محمد صادق صاحب لاہور

معاون برائے ناظم عمومی: میاں محمد اجمل قادری صاحب

معاون برائے ناظم عمومی: (کراچی) جناب سرفراز احمد صاحب

ناظم مالیات: جناب بشیر احمد چوہان صاحب (لاہور)

ناظم مالیات: جناب بشیر احمد رانا صاحب (کراچی)

ناظم نشریات و تعلقات عامہ . . . . . . لاہور

〃 〃 〃 قاری عبداللہ صاحب کراچی

ناظم جائیداد: میاں غلام حسین قریشی صاحب

ناظم مساجد: جناب شیخ عبدالحمید صاحب لاہور

انتخاب کے بعد میاں محمد صادق صاحب نے ہر ہر شعبے سے متعلق تفصیل سے بیان فرمایا اجلاس میں درج ذیل اہم فیصلے کئے گئے

(۱) مدارس البنات

انجمن خدام الدین کے زیر اہتمام لاہور میں دو اور کراچی میں ایک مدرسۃ البنات چل رہا ہے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ان مدارس کا نصاب ایک ہوگا اور موسم گرما کی تعطیلات کے بعد ان مدارس میں ہم آہنگی اور یکسانیت پیدا کرنے کے لیے جناب میاں محمد اجمل صاحب قادری اور قاری عبداللہ صاحب کراچی پر مشتمل ایک کمیٹی ترتیب دی گئی جو ان مدارس کی صدر معلمات کے مشورے سے حضرت لاہوریؒ کے مرتب کردہ نصاب اور موجودہ ضرورتوں کے مطابق عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے کام کرے گی یہ دونوں حضرات اس کمیٹی سے مشورہ بھی کریں گے جو مدرسہ قاسم العلوم کے نصاب کے لیے ترتیب دی گئی ہے یاد رہے کہ مدرسہ قاسم العلوم کے لیے تین رکنی کمیٹی کا انتخاب عمل میں آیا تھا جس کے چیئرمین جناب پروفیسر علامہ نور الحسن خان صاحب ہیں اور اس کمیٹی میں مولانا محمد اجمل خان صاحب اور مولانا محمد الیاس صاحب کے نام شامل ہیں۔

۲۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ مدرسۃ البنات اندرون شیرانوالہ گیٹ اور مدرسۃ البنات فردوس کالونی ناظم آباد کراچی کی بلڈنگوں میں خدام الدین ٹرسٹ فاؤنڈیشن کو بنات پبلک سکول جاری کرنے کی اجازت دے دی جائے جہاں پر موجودہ سرکاری نصاب کے ساتھ ساتھ مدرسۃ البنات کا دینی نصاب بھی پڑھایا جائے گا۔ ان سکولوں میں اعلےٰ درجے کا فرنیچر، سٹاف، اور جدید ضرورتوں کے مطابق سامان مہیا کیا جائے گا اور مناسب فیس بھی وصول کی جائے گی ساتھ ساتھ سیکنڈ شفٹ میں مدرسۃ البنات کا سابقہ نصاب پڑھایا جائے گا۔ اور مدارس البنات کی تعمیر ترقی کے لیے ایک جامع منصوبہ مرتب کیا گیا جس کی تفصیلات آئندہ خدام الدین کے کسی شمارہ میں شائع کی جائیں گی۔

۳۔ مدرسہ قاسم العلوم

آپ کے علم میں ہے کہ قاسم العلوم کے لیے ایک نصابی کمیٹی بنائی گئی ہے اس کمیٹی کا آئندہ اجلاس ۱۲ر اگست کو قاسم العلوم کی لائبریری میں رکھا گیا ہے جس کی صدارت حضرت الامیر فرمائیں گے۔ انشاءاللہ العزیز

اجلاس کے فیصلوں کی روشنی میں آئندہ سال سے مدرسہ قاسم العلوم کے دور جدید کا آغاز ہوگا اللہ تعالیٰ اراکین کی مساعی جمیلہ کو کامیابی سے نوازیں اور نجاتِ اُخروی کا ذریعہ بنائیں۔ اللہ پاک حضرت لاہوری قدس سرہٗ کی قبر کو نور سے بھر دیں۔ جنکے لگائے ہوئے پودے آج اپنی بہار دکھا رہے ہیں۔

۴۔ شعبہ تالیف و اشاعت

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے — کہ

شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ سے پہلے قرآن حکیم کو حمائل کے انداز میں شائع کیا جائیگا۔ حضرت لاہوری کے تراجم اور سادہ قرآن پاک بھی شائع کئے جائیں گے۔ اس منصوبے کے لیے اخراجات کا اندازہ دو لاکھ روپے لگایا گیا ہے۔ انشاءاللہ اسی سال اس کی بھی تکمیل ہوگی۔ یدبیضا حضرتؒ کے مرشد اور میاں محمد اجمل اور میاں محمد اکمل کے دادا پیر اعلیٰ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی سے متعلق ان کے پوتے حاجی خلیل احمد جامی عبیدی نے بڑے اچھے انداز میں لکھی ہے، اسے خدام الدین کے مکتبے کی طرف سے شائع کیا گیا ہے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ انشاء اللہ العزیز اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۱ء میں بھی منظر عام پر آجائے گا۔ اس کے لیے عام لوگوں اور خصوصاً حضرت لاہوریؒ کے متعلقین سے گزارش کی گئی ہے کہ وہ اس کتاب سے متعلق اپنی قیمتی آراء اور مشورے بھیجیں تاکہ اسے خوب سے خوب تر بنایا جا سکے۔ حضرت کے خطبات اور مجالس ذکر کو ایڈیٹ کر کے نئے سرے سے شائع کرنے کا پروگرام بھی بنایا گیا ہے اور فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ شعبان سے پہلے پہلے یہ شائع کر دیئے جائیں گے۔ اجلاس میں حضرت کے متعلقین سے اپیل کی گئی کہ وہ حضرت لاہوریؒ کے لکھے ہوئے رسائل زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر مفت تقسیم کریں۔

(۵) ہفت روزہ خدام الدین

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ خدام سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ ہفت روزہ خدام الدین کی اشاعت بڑھانے کی غرض سے جن علاقوں میں ایجنسیاں قائم نہیں وہاں قائم کرائیں اور جہاں قائم ہیں وہاں خریدار بڑھائیں۔ سکولوں اور کالجوں میں حضرت کی یاد میں مجلسِ مذاکرہ منعقد کروائی جائیں تاکہ ذلت و نکبت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے حق کے نور سے ختم ہو سکیں۔ حضرت مولانا عبدالحق دامت برکاتہم اکوڑہ خٹک کے بقول ہفت روزہ خدام الدین کا ہر ہفتے حضرت کے متعلقین کے گھر جانا ایسا ہی ہے جیسے پیر کا ہر ہفتے مُرید کے گھر چلے جانا۔" خدامُ الدین" پیر سے تعلق کا ایک عمدہ ذریعہ ہے حضرت کے متوسلین کے ہر گھرانے میں اس کا پہنچنا ضروری ہے تاکہ ضروری مسائل سے آگاہی اور حضرت اقدس کے احکامات سے باخبر رہا جائے۔

(۶) شعبہ امداد غرباء

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ لاہور اور کراچی میں ایک ایک کمیٹی تشکیل دی جائے گی جو انجمن خدام الدین کو موصول ہونے والی زکوٰۃ مستحق لوگوں میں تقسیم کر کے انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل بنا سکے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ اصحاب ثروت کی مالی امداد سے ایک انڈسٹریل ہوم قائم کیا جائے گا اور اس سے ہونے والے منافع مستحق اور غریب طلبہ و طالبات میں تقسیم کیا جائے گا اللہ تعالیٰ ہمیں بہتر وسائل اور اچھے کارکن مہیا فرمائے (آمین) پروگرام بنایا گیا ہے کہ شوال کے آخر میں اس شعبے کا لاہور کی سطح پر اجلاس بلا کر ایک کمیٹی تشکیل کی جائے گی تاکہ اس کام کو باقاعدہ اور صحیح طریقہ سے شروع کیا جا سکے۔ اسی طرح انجمن خدام الدین کراچی کے ذمہ دار حضرات بھی اپنا اجلاس رکھیں گے۔ اور لاہور سے صاحبزادہ میاں محمد اجمل قادری صاحب حضرت اقدس کی نمائندگی کریں گے تاکہ کراچی کی سطح پر آئندہ تیزی کے ساتھ اور صحیح نظم و ضبط سے کام ہو سکے۔

(۷) شعبہ تعمیرات

اس سلسلہ میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ جو منصوبے زیر تکمیل اور زیر غور ہیں ان پر عملدرآمد رقوم کے آنے کے بعد کیا جائیگا۔

(۸) شعبہ تنظیم مساجد

فیصلہ کیا گیا کہ فی الحال شیخ عبدالحمید صاحب کو ہی ناظم برقرار رکھا جائے اور اُن کے مشورے سے اس سلسلہ میں پیش رفت کی جائے ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی کیا گیا ہے کہ خدام الدین رضاکاروں کی تنظیم دوبارہ قائم کی جائے گی لاہور سے جناب عبدالوحید صاحب اور کراچی سے حضرت مولانا عزیز احمد مرحوم کے صاحبزادے جناب اسلم صاحب کو اس کا سالار مقرر کیا گیا ہے اور کراچی کی اس تنظیم نو کے سلسلہ میں محترم قاری عبداللہ صاحب کو اس کا سرپرست مقرر کیا گیا ہے۔

۲۲ر رمضان المبارک کو اس سلسلہ میں مدرسہ قاسم العلوم میں اجلاس ہوگا میاں اجمل صاحب صدارت کریں گے۔

(۹) سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ

حضرت دامت برکاتہم العالیہ جو اپنے عوارض کے پیش نظر ایک عرصہ سے سفر ترک کئے ہوئے ہیں اس بارے میں بعض مخلص احباب کی رائے ہے کہ حضرت شیخ التفسیرؒ کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی

صاحب دامت برکاتہم جو برسوں سے اپنے علاقہ میں تبلیغ علی منہاج النبوۃ کی خدمت میں مصروف ہیں سے درخواست کی جائے کہ بعض اہم مقامات پر سخت ضرورت کے وقت تشریف لے جاکر رہنمائی فرمائیں۔ اور صاحبزادہ میاں محمد اجمل قادری صاحب ان حضرات کو ضرور وقت دیں جو انہیں بلانا چاہیں اس سلسلہ کا پہلا پروگرام بسم اللہ ہوٹل گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ۱۹ راگست کو گوجرانوالہ میں میاں محمد اجمل قادری صاحب، جناب میاں محمد صادق صاحب کے اعزاز میں منعقد کیا جارہا ہے۔ راول پنڈی سے صوفی محمد یونس صاحب کو بھی مدعو کیا گیا ہے اس دن وہاں مغرب کی نماز کے بعد مجلسِ ذکر منعقد ہوگی۔

۹۔ لائبریری

سیرت و کردار کی پختگی کے لئے فکر صحیح کی ضرورت ہوتی ہے اور فکر صحیح لائبریریاں مہیا کرتی ہیں۔ اس مقصد کے لیے مدرسہ قاسم العلوم میں ایک عظیم الشان لائبریری قائم ہے جہاں قرآن و حدیث، تصوف و ادب، منطق، فلسفہ، طب، صرف، نحو، اور دوسرے موضوعات پر بے شمار کتابیں موجود ہیں۔ اب لائبریری کو ایک نئے نظم کے تحت ترتیب دیا جا رہا ہے جہاں سے نوجوانوں کو کتابیں مہیا کی جائیں گی۔ اس سلسلہ میں مولانا حمید الرحمٰن صاحب کو اس کا انچارج اور ان کا ایک معاون مقرر کیا جائے گا۔ اور اسی طرح کراچی میں بھی انجمن کے زیر اہتمام ایک دارالمطالعہ قائم کیا جائیگا اور جناب قاری نذیر احمد صاحب سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ ذاتی دلچسپی لے کر دارالمطالعہ قائم کریں۔ جس کا افتتاح اکتوبر میں ہوگا۔ اس موقع پر انجمن کے زیر اہتمام کراچی میں انجمن کی مطبوعات کی نمائش کا اہتمام کیا جائیگا۔ اور تمام مطبوعات کے سستے ایڈیشن شائع کرکے وہاں پیش کیے جائیں گے اور حضرتؒ کی حیاتِ طیبہ پر طلباء وطالبات میں تقریری اور تحریری مقابلوں کا انعقاد کیا جائے گا۔ ان اجلاسوں کے انعقاد کی ذمہ داری جناب حاجی سرفراز صاحب کے ذمہ لگائی گئی ہے وہ اس سلسلہ میں مجلس استقبالیہ ترتیب دیں گے مجلس استقبالیہ کا اجلاس رمضان المبارک کے آخر میں منعقد ہوگا۔ انجمن کراچی کے ذمہ دار حضرات نے عہد کیا ہے کہ وہ حضرتؒ کے پروگرام اور لٹریچر کو گھر گھر پہنچا کر دم لیں گے۔

۱۰۔ انڈسٹریل ہوم

کراچی اور لاہور میں مدرسۃ البنات کی بلڈنگوں میں شروع کیا جائے گا۔ اور اس کے لیے کمرہ علیحدہ مہیا کیا جائے گا اس کے لیے اسلام ہوزری لاہور کے حاجی ثناء اللہ صاحب کو مشیر مقرر کیا گیا ہے۔ اس میں نفع ونقصان کی بنیاد پر غریب عورتوں کو شامل کیا جائے گا اور اس کی آمدنی ساٹھ فیصد کارکنوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ بیس فیصد انڈسٹریل ہوم کی تعمیر و ترقی اور بیس فیصد انجمن کی مقامی شاخ کے لیے ہوگی جس کے تحت یہ چل رہا ہوگا لاہور کے انڈسٹریل ہوم کی تعمیر و ترقی کے لیے اخراجات کا تخمینہ ۵۵ ہزار روپے لگایا گیا ہے اور کراچی میں اس کے لیے ایک لاکھ روپے درکار ہوں گے۔ کیونکہ وہاں کام نئے سرے سے شروع ہونا ہے اللہ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ عوامی بہبود کا یہ شعبہ ضرور ترقی کرے گا۔ اور انشاءاللہ غریب اور بے سہارا عورتیں معاشرے پر بوجھ بننے کی بجائے اپنا بوجھ خود اٹھا سکیں گی۔ اس کا اجلاس بھی خدام الدین کراچی کی نمائش کے موقع پر کیا جاتے گا۔ جب کہ اس کا کام لاہور میں یکم ستمبر سے شروع ہو جائے گا۔ اس منصوبے کے لیے سیٹھ نور محمد صاحب، جناب حاجی ثناء اللہ صاحب اور کراچی سے جناب بھائی حنیف صاحب کو مشیر خاص مقرر کیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں لین دین کراچی میں قاری عبداللہ صاحب اور لاہور میں جناب بشیر احمد چوہان صاحب کے ذمے ہوگی یہ حضرات اگر معاونت کے لیے کسی اور کو مقرر کرنا چاہیں تو ان کی صوابدید پر ہوگا۔ فیصلوں کے بعد اجلاس میں فنڈز کی فراہمی پر بات چیت ہوئی کچھ حضرات نے نقد اور کچھ نے ماہوار رقوم کی فراہمی کا وعدہ کیا ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

ماہوار

میاں محمد صادق صاحب لاہور　۲۰۰۰/- روپے
میاں غلام حسین قریشی صاحب ملتان　۱۰۰۰/- 〃
حاجی محمد احمد صاحب گوجرانوالہ　۳۰۰/- 〃
غلام مرتضٰے بٹ گوجرانوالہ　۱۰۰/- 〃
شیخ یوسف صاحب 〃　۲۰۰/- 〃
سیٹھ نور محمد 〃 لاہور　۱۵۰۰/- 〃
عبدالرحیم 〃 جڑانوالہ　۳۰/- 〃
حاجی ظہور صاحب (عنایت موتی چور) لاہور　۳۰/- 〃
محمد اسلم صاحب ملتان　۵۰/- روپے
قاری نذیر صاحب کراچی　۲۰۰/- 〃
جناب سرفراز 〃 〃　۲۰۰/- 〃

یکمشت

جناب بشیر احمد چوہان لاہور ۱۰۰/- روپے زکوٰۃ فنڈ
〃 محمد طیب لاہور ۱۰۰/- 〃 〃 〃
〃 پہلوان عبدالحمید صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ۲۰۰/- 〃 〃 〃
〃 غلام مرتضٰے بٹ 〃 گوجرانوالہ ۵۰۰/- 〃 نقد عطیہ
〃 قاری عبداللہ 〃 کراچی ۲۰۰/- 〃 عطیہ
〃 حاجی ظہور صاحب عنایت موتی چور لاہور ۵۰۰/- 〃 زکوٰۃ
〃 حاجی یوسف صاحب کراچی ۱۰۰۰/- 〃 نقد برائے اشاعتِ قرآن
〃 بھائی عبدالرحیم 〃 جڑانوالہ ۱۰۰/- 〃 نقد عطیہ
〃 رشید احمد صاحب جالندھر موتی چور والے لاہور } ۳۰۰۰/- روپے نقد برائے طلباء
(اور بیس قرآن پاک اور قرآن منزل کے لیے جناب
〃 رشید احمد صاحب نے چار ٹرک اینٹوں کے بھی دیئے)
〃 شیخ یوسف صاحب گوجرانوالہ ۱۵۰۰۰/- روپے
پندرہ ہزار روپے دینے کا وعدہ
〃 ڈاکٹر عبدالرشید 〃 بہاولپور ۱۰۰/- روپے زکوٰۃ
〃 حکیم محمد اکرم 〃 سرگودھا ۵۰/ روپے نقد عطیہ
〃 محمد اسلم 〃 ملتان ۵۰/- 〃 〃
〃 خواجہ محمد سلطان صاحب ۵۰۰/- 〃 زکوٰۃ
〃 〃 〃 〃 ۶۰۰/- 〃 نقد عطیہ
〃 قاری نذیر صاحب کراچی ۱۰۰/- 〃 کا وعدہ
〃 سرفراز 〃 〃 ۱۰۰/- 〃
〃 مولانا محمد الیاس 〃 لاہور ۱۰۰/- 〃 نقد زکوٰۃ
〃 قاری محمد امین 〃 لاہور ۱۰۰/- کا وعدہ
حاجی محمد احمد صاحب گوجرانوالہ ۵۰۰/- روپے برائے قرآن پاک طلباء کے لیے

اس طرح یہ اجلاس کامیابی کے ساتھ رات تقریباً دس بجے حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالیہ کی دعائے خیر سے اختتام پذیر ہوا اختتام کے بعد ممبران نے حضرت اقدس کی طرف سے دیئے گئے عشائیہ میں شرکت کی۔

۳۰ رجون: کو حضرت لاہوریؒ کے زمانہ کی ایک چھوٹی مسجد فاروق گنج والی کا ازسرِنو افتتاح حضرت مولانا محمد اجمل خانصاحب نے فرمایا اس مسجد کی تاریخ یوں بیان کی جاتی ہے کہ ایک دن حضرت لاہوریؒ دفتر میں موجود تھے۔ یہ سنہ ۲۶-۱۹۲۵ء کی بات ہے کہ ایک بڑھیا آئی اور انجمن کے لیے حضرت لاہوریؒ سے کہنے لگی کہ میں کچھ پیسے دینا چاہتی ہوں۔ اس نے ایک تھیلی حضرتؒ کے حوالے کی۔ حضرت نے اس تھیلی کو جیب میں ڈال لیا۔ دن پہ دن گذر گئے لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت نے اسے کھول کر نہ دیکھا۔ حضرتؒ کپڑے بھی بدلتے لیکن وہ تھیلی ایک سے دوسرے کپڑوں میں چلی جاتی کچھ دنوں بعد دیکھا تو اس میں سونے کے پونڈ تھے۔ حضرت لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے صرف اور صرف اس بڑھیا کے پیسوں سے مسجد تعمیر کی ہے اور اس میں اس لیے کسی اور کا حصہ نہیں ڈالا کہ بڑھیا اکیلی اس ثواب کو حاصل کرتی رہے گذشتہ کئی مہینوں سے اس مسجد کی ازسرِنو تعمیر جاری تھی۔ یہ مسجد انجمن خدام الدین کے زیر انتظام ہے جناب چوہدری فتح محمد صاحب اور جناب عبدالوحید صاحب نے اس کی تعمیرِ نو کرائی ہے۔ افتتاحی تقریب سے خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خاں صاحب نے خطاب کیا اور فرمایا کہ جو مسلمان اس دنیا میں اللہ کا گھر بناتا ہے اللہ آخرت میں اس کا گھر تعمیر کرے گا۔ حضرت مولانا محمد اجمل خاں صاحب نے اس مسجد میں باقاعدہ نمازِ عشا کی امامت بھی کروائی۔ اس مسجد میں حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ ۲۵ رمضان المبارک کی رات کو ایک خصوصی تقریب میں شرکت کے لیے تشریف لے جائیں گے۔ احباب مطلع رہیں۔

۲ جون: بروز جمعرات کو حضرت اقدس علالت کے باعث مجلس ذکر میں تشریف نہ لا سکے۔ صاحبزادہ میاں محمد اجمل قادری صاحب نے مجلس ذکر منعقد کرائی۔

۳ رجون: بروز جمعۃ المبارک کو حضرت اقدس دامت برکاتہم نے علالت کے باوجود نمازِ جمعہ پڑھائی۔ جو حضرات جمعرات کو حضرت اقدس سے ملاقات نہیں کر سکے تھے انہوں نے جمعہ کے دن حضرت اقدس سے ملاقات کی اور اپنے اپنے مسائل بیان کیے۔ اور جواب سے مطمئن ہو کر گئے۔

۵ رجون: مدرسۃ البنات میں آجکل تقریباً دو مہینوں سے حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب شجاع آبادی مدرسہ کی اساتذہ کو عربی پڑھا رہے ہیں۔ ۵ رجون بروز اتوار اس سلسلہ میں امتحان لیا گیا اور سات میں سے پانچ استانیوں کو کامیاب قرار دیا گیا۔ یہ اساتذہ اب اس قابل ہوگئی ہیں کہ بچیوں کو آسانی سے عربی بول چال سکھا سکیں تاحال بڑی کلاسوں کو عربی پڑھانے کے لیئے ایک ماہر عربی سکالر استانی کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ موسم گرما کی چھٹیوں کے بعد کسی نہ کسی قابل استانی کی خدمات حاصل کر لی جائیں گی ـــ ادھر اجلاس کے

(باقی صفحہ پر)

موقع پر کراچی سے تشریف لانے والے حضرات ۲۷ر جون کو واپس کراچی روانہ ہو گئے انہوں نے جمعرات اور جمعہ کا دن بھی لاہور میں گزارا اور حضرت اقدس سے ملاقات کی۔ بہاولپور سے جناب سید عبدالرشید شاہ صاحب بھی ۲۵ر جون بروز جمعرات مجلس ذکر کے بعد بہاول پور تشریف لے گئے جناب شاہ صاحب بہاول پور میں انجمن کی جائیداد کے ناظم ہیں۔ اور بڑے حضرت دین پوریؒ اور حضرت لاہوریؒ کے متوسلین خاص میں سے ہیں اس اجلاس کے موقع پر حضرتِ اقدس نے ان سے خاص احترام کا معاملہ فرمایا۔ اجلاس میں انہیں جہاں دائیں طرف علامہ پروفیسر نورالحسن خان صاحب بیٹھے تھے وہاں اپنے پاس بائیں طرف جناب شاہ صاحب کو بھی بٹھایا۔ شاہ صاحب کے ہمراہ جناب جاوید انور صاحب بھی بہاول پور تشریف لے گئے ہیں وہ آجکل انجمن کی بلڈنگ زینا منزل کی تعمیر کے سلسلہ میں وہاں نگرانی کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

ادھر آجکل خدام الدین میں "مکاتیب نمبر" کی تیاریاں زوروں پر ہیں جناب میاں محمد اجمل قادری صاحب اس کے لیے مسلسل کوشاں ہیں یہ نمبر انشاء اللہ جمعۃ الوداع کے موقعہ پر منظرِ عام پر آئے گا جملہ احباب سے تعاون کی اپیل ہے

دعائے صحت کی درخواست

○ انجمن خدام الدین لاہور کے بہت ہی پرانے اور مخلص کارکن جناب شیخ عبدالمجید صاحب (لوہاری والے) حال شادمان کالونی لاہور ایک عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ گلا بند ہو گیا ہے طویل علاج معالجہ کے باوجود صحت بحال نہیں ہو رہی۔ ہم اپنے قارئین اور ملک بھر کے خدا ترس انسانوں سے اپنے اس عزیز ساتھی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں شفاء کاملہ عاجلہ نافعہ عطا فرمائے۔

○ اسی طرح جماعت کے ایک مخلص بزرگ جناب طالب حسین صاحب مخدوم پور پہوڑاں ضلع ملتان ایک عرصہ سے علیل ہیں۔ موصوف ایک اچھے طبیب بھی ہیں لیکن "راعی العلیل علیل" کے مصداق معطل ہیں ان کے لئے شفا کاملہ عاجلہ کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

قیامت میں سب سے پہلے نماز کا سوال ہو گا۔ (حدیث)

خط و کتابت کرتے وقت
خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں

جامعہ عثمانیہ لاہور میں داخلہ

۲۳ر رمضان ۱۴۰۱ھ سے جامعہ عثمانیہ کا تیسرا سال شروع ہو رہا ہے گذشتہ سال ملک کے مختلف حصوں کے ۲۸ طلباء نے ابتدا سے ہدایہ شرح جامی تک کتب درسیہ چار اساتذہ سے پڑھیں۔ اس سال موقوف علیہ کے بعض طلبہ داخلہ لے چکے ہیں اس لئے ابتدا سے موقوف علیہ تک کے طلباء (جو خالص پڑھنے کے شوقین ہوں) کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ ۱۵ر شوال تک بذریعہ خط یا بالمشافہ داخلہ لے لیں۔

نوٹ: جامعہ کشادہ مسجد کے متصل ۳۲ کنال کے کھلے رقبہ اور لاہور کی کھلی اور خوبصورت آبادی میں واقع ہے کھانے پینے، صابن کتب رہائش کے علاوہ مناسب وظیفہ بھی دیا جائے گا۔

المعلن: خلیل الرحمٰن حقانی خطیب جامع مسجد، ناظم و مدرس جامعہ عثمانیہ، لے بلاک ماڈل ٹاؤن، لاہور

یادوں کے چراغ جگمگاتے ہیں

مشہور انقلابی مجاہد آزادی حکیم عبدالسلام ہزاروی آف ہری پور

خان غازی کابلی

صوبہ سرحد (پاکستان) میں ضلع ہزارہ کا خطہ کئی لحاظ سے بےحد اہمیت کا حامل ہے۔ عقل و دانش میں یہ باوجود مفلوک الحال ہونے کے "خطہ یونان" کہلانے کا مستحق ہے حسن و جمال میں "ترک و تاتار" کو شرماتا ہے اس کی حسین و شاداب وادیاں جو حسن ابدال (پنجہ صاحب) اور اٹک (دریائے سندھ) سے لے کر مظفر آباد، کاغان و اگرور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ کشمیر کی وادیوں سے زیادہ حسین و روح پرور ہیں۔ رنگا رنگ پھولوں اور مختلف قسم کے پھلوں اور میووں سے لدی ہوئی نظر آتی ہیں اور شاعر کے اس شعر کی مصداق ہیں۔

اگر فردوس بروئے زمیں است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

درۂ خیبر کے راستہ سے اولوالعزمیوں کے جو قافلے ہندوستان میں داخل ہوئے وہ سب بنگال و کینا کماری (پل آدمؑ) کے ساحلوں تک اقتدار کے پرچم لہراتے ہوئے پہنچے۔ لیکن افغانستان کے صوبہ "پاکتیا" سے درہ ٹوچی (ہرم شاہ) کے راستہ سے "غازی" کے قبیلے کے "تنی" کے بہادر اور حسن پرست جوان جب "مشکقام ہندوستان" کی نیت سے داخل ہوئے تو ضلع ہزارہ کے دامن میں پہنچ کر رک گئے۔ امب و دربند آباد کر کے بس گئے اور پاکستان کی قدیم قومیت (قبائلی) نسبت کی وجہ سے "تینولی" "باتنی وال" کہلانے لگے اسی طرح کئی اور قوموں نے بھی اس "فردوس بروئے زمیں" کو اپنا وطن بنایا ہندوستان کے مجاہد علمار کمپنی بہادر کے عہد میں "اندرا گاندھی کی بریلی سے روانہ ہوئے تو انھوں نے ضلع ہزارہ کے میدانوں اور وادیوں میں شہادت کے جام نوش کئے علامہ سید انور شاہ مظفر آبادی (کشمیری) نے اسی ضلع ہزارہ کے دارالعلوم کاکول میں مولانا فضل الدین سے دین و دنیا کے سبق پڑھے اور پھر یہاں سے پرواز کر کے دیوبند پہنچے صحافیوں، قلمکاروں، دانشوروں اور شاعروں اور ادیبوں کے سلسلے میں بھی اس ضلع کو ہمیشہ خاص اور بلند مقام حاصل رہا ہے کشمیر و شملہ کی حسین فضاؤں اور مظفر نگر و سہارن پور کے علمی و دینی اداروں کے جتنے چرچے اور افسانے سنے اور سنائے جاتے ہیں وہ سب اپنی جگہ پر حقیقت افروز اور صداقت پر مبنی ہیں لیکن اس میدان میں بھی اگر گستاخی کی بات نہ سمجھی جائے اور کسی کے "طبع نازک پر گراں نہ گذرے" تو صوبہ سرحد کا ضلع ہزارہ بجا طور پر یہ گنگنا سکتا ہے۔ کہ

فرہاد و قیس کیا ہیں، کیا ان کے ہیں افسانے
ٹکڑے چرا لیے ہیں کچھ مری داستاں سے

تکلف برطرف! اب مندرجہ بالا تمہید کے بعد۔ مجاہد آزادی حکیم عبدالسلام ہزاروی اور رسوائے عالم غازی" کے عشق آزادی اور محبت کی داستان سماعت فرمائیے۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران جب ۱۹۱۵ء میں ہندوستان کی شمع آزادی کے پروانوں کا قافلہ مہاراجہ مہندر پرتاپ اور مولانا برکت اللہ بھوپالی کی معیت میں براستہ ہرات کابل (افغانستان) پہنچا اور غازی امان اللہ خاں اور سردار نصراللہ کی کوششوں سے ہندوستان کی پہلی آزاد حکومت کی تشکیل عمل میں آئی۔ جس کے صدر راجہ مہندر پرتاپ، وزیر اعظم مولانا برکت اللہ بھوپالی اور وزیر داخلہ مولانا عبیداللہ سندھی مقرر ہوئے تو غازی کو بھی "شمع آزادئ ہند" کے پروانوں میں شمولیت کی تحریک ہوئی اور "پاکتیا" سے جذبہ آزادی سے سرشار ہو کر پہلے پشاور پہنچے اور پیر مقبول شاہ (آف گھنڈ گھر) کے ہاں قیام کیا اور پھر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور ہری پور اترے تو برسر سڑک ایک ایسے نوجوان کو خیر مقدم اور خوش آمدید کرتے ہوئے

دیکھا۔ جس کا "سبزۂ خط" مرزا غالب کے محبوب کے "کاکلِ سرکش" کا مقابلہ کر رہا تھا اور غازی سے اس ادا کے ساتھ بغلگیر ہوا جیسے کوئی بچھڑا ہوا "سینہ چاک عاشق" اپنے محبوب سے مل کر پرانی یادوں کو تازہ کرنے کی غرض سے مِلا کرتا ہے اسی "سبز خط" نوجوان کا نام "عبدالسلام" تھا جو کچھ عرصہ کے بعد سیاسی دنیا میں مجاہد آزادی انقلابی حکیم عبدالسلام ہزاروی کے نام سے مشہور ہُوئے اس نے کہا کہ غازی صاحب! آپ مڑسان ضلع متھرا مہاراجہ مہندر پرتاپ کے گاؤں جا رہے ہیں مجھے بھی رفیق سفر بنانے کی عزت بخشئے۔ چونکہ ان دنوں جنگ جاری تھی اور ضلع ہزارہ اور صوبہ سرحد میں جاسوسی کے بے پناہ جال پھیلے ہوئے تھے اور ضلع ہزارہ کا "شیروان" تو اس سلسلہ میں خاص طور پر بدنام تھا اور اس کا کردار انگریزوں سے وفاداری کے سلسلہ میں بشرط استواری عین ایمان تھا۔ اس لیے غازی گھبرائے اور جواب میں کہا کہ "مڑاسان" نہیں جا رہا ہوں بلکہ "قادیان ضلع گورداسپور جاؤں گا۔ حالانکہ غازی حقیقت میں مڑسان ہی جا رہے تھے۔ اس نے مایوس لہجے میں کہا کہ آپ مجھ سے حقیقت چھپانا چاہتے ہیں اور مجھے رفیق سفر بنانے سے گھبراتے ہیں۔ خیر کوئی بات نہیں آپ میرے گھر چلیئے اور ما حضر تناول فرمایئے غازی نے معذرت کی تو یہ نوجوان برسرِ سڑک ہی کہیں سے دو نان اور چپل کباب لایا شکم پُری کرنے کے بعد غازی نے کہا پیارے! اب مجھے اجازت دیجیئے کہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جاؤں۔ اس نے بغلگیر ہوکر اجازت دی اور کہا کہ آپ کی اطلاع مجھے پشاور سے مفتیٔ سرحد مولانا عبدالرحیم پوپلزئی نے دی تھی۔ اے میرے دل شیدا مت بات چھپا مجھ سے، جو تو ہے وہی میں ہوں۔

غازی کو اس نوجوان کی "بر سر راہ" چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس قدر سرشار کیا کہ اس کی سرشاری کا اثر مڑسان متھرا، بندرابن، ہاتھرس اور علی گڑھ تک طاری رہا۔ کٹلیا میں راجہ پرتاپ چندر سنگھ ٹھاکر گلاب سنگھ سے ملاقاتیں کرکے جب غازی ضلع علی گڑھ کے قصبہ منیڈھو پہنچے تو ہزارہ کے ایک دوسرے نامور فرزند اور علی برادران کے رفیق خاص مولانا محمد عرفان سے ملاقات ہوئی جو اب بمبئی کے ساحل پر قیامت کی نیند سو رہے ہیں۔ غازی کے منیڈھو میں قیام کے دوران ہی "پرنس آف ویلز" کا پروگرام "تاج محل" کو دیکھنے کا بنا تو غازی آگرہ پہنچے تاکہ وہ "پرنس آف ویلز" کے خلاف کوئی ہنگامہ بپا کرکے یہ بتا سکیں کہ ہندوستانی اُن کے دورۂ ہند سے خوش نہیں مگر سکورٹی کے انتظامات اور بعض دوسری وجوہات کی وجہ سے کوئی ہنگامہ بپا نہ ہو سکا۔ اور معلوم ہوا کہ اب "پرنس آف ویلز" پنجاب اور سرحد کا دورہ کریں گے اس لیے غازی لاہور سے ہوتے ہوئے ہری پور اس نوجوان عبدالسلام ہزاروی کے پاس پہنچے اور اپنے دل کی بات کہی اس مرتبہ یہ نوجوان پوری طرح "ریش بروت" سے آراستہ و پیراستہ تھے اور پہلے سے زیادہ حسین اور سنجیدہ نظر آ رہے تھے اس نوجوان نے غازی سے کہا کہ آپ پشاور میں مفتی سرحد مولانا عبدالرحیم پوپلزئی کے پاس پہنچیں اور وہاں میرا انتظار فرمائیں مگر غازی نے کہا کہ میرے خیال میں ہمارے عمل کا آغاز اٹک کے پل سے ہونا چاہیئے اس لیے میں کیمل پور میں سیوا رام کھیپن کے ہاں انتظار کروں گا لیکن کیمل پور پہنچنے سے پہلے راستہ میں ہی پنجہ صاحب (حسن ابدال) میں غازی دھر لیے گئے اور قلعہ اٹک میں گوروں کی بارک میں کامریڈ لکشمی چند مہرہ کے ساتھ سرکاری مہمان بنے اس کے بعد یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ نوجوان (عبدالسلام) کیمل پور پہنچے یا نہیں کیا ہوا اور کیا نہیں! لیکن ؎

یاد آتے ہیں بہت آغاز الفت کے مزے
عشق و آزادی کے قصے اور سیاست کے مزے

غازی کئی سالوں تک قلعہ صبوک (وزیرستان) بنوں ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور میانوالی کے زندانوں میں "دار و رسن کے امتحانات" دینے کے بعد جب قادیان ضلع گورداسپور پہنچے تو کچھ عرصہ تک "خوبانِ قادیان" کی محبت افروز مجلسوں سے لطف اندوز ہوتے رہے اور پھر ایک دن اس کے جذبہ آزادی نے جو انگڑائی لی تو رونق ہنگامہ ہائے احرار اسلام ہوئے۔

ناتوانی با جماعت یار باش
رونقِ ہنگامہ احرار باش

رونق ہنگامۂ احرار ہونے کے بعد غازی کی شہرت کا چرچا "عبدالسلام" نے ایسی حالت میں سنا جب کہ وہ صرف عبدالسلام نہیں بلکہ "حکیم عبدالسلام ہزاروی" کے نام سے شہرت حاصل کر چکے تھے اور ایک دن مجلسِ احرار اسلام کے دفتر میں تشریف لائے اور بغل گیر ہو کر

فرمایا" کہ میں نے تو سمجھا تھا کہ میرا یار غازی کسی میدانِ جہاد میں شہادت کا مرتبہ حاصل کر چکا ہوگا؟ مگر آپ تو زندہ و سلامت ہیں۔ غازی نے عرض کیا۔ ؎

یہ رتبہ بلند ملا جن کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں؟

شہادت کے بلند مرتبے چارسدہ کے حبیب نور اور مردان کے ہری کشن حاصل کر چکے ہیں اور "میرے نامۂ عمل میں نہ شہید ہے نہ غازی"

اس کے بعد حکیم عبدالسلام ہزاروی نے فرمایا کہ صوبہ سرحد میں ڈاکٹر خانصاحب کی قیادت میں حریت پرستوں کی حکومت قائم ہو گئی ہے اور میں نے ایبٹ آباد میں ایک پولیٹیکل کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا ہے اور چاہتا ہوں کہ اس کی صدارت کی کرسی پر پنجاب کی کوئی اہم شخصیت رونق افروز ہو۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر کچلو، ڈاکٹر ست پال اور شیخ حسام الدین امرت سری جیسے ہندوستان گیر شہرت کے لیڈروں کے نام سامنے آئے حکیم صاحب کا اصرار تھا کہ کوئی ایسی شخصیت ہو جسے علمی اور مذہبی شہرت بھی حاصل ہو۔ سرحد کے حریت پسند عوام مسلمان ہیں اور یہ بات قدرتی ہے کہ انہیں کوئی مذہبی شخصیت ہی صدارت کی کرسی پر نظر آئے گی تو مسرت ہوگی۔ اس پر غازی نے عرض کیا کہ ایسی شخصیت تو مولانا عبدالقادر قصوری کی ہی ہے حکیم صاحب نے اس پر صاد کیا اور ہم دونوں مولانا عبدالقادر قصوری کی خدمت میں حاضر ہُوئے مولانا نے بخندہ پیشانی ہماری درخواست کو قبولیت کا شرف بخشا۔ تو اس کے بعد حکیم صاحب نے فرمایا کہ احرار میں سے کس کس کو مدعو کیا جائے۔ غازی نے کہا کہ بحالات موجودہ مولانا محمد اسماعیل ذبیح اور علامہ انور صابری کانفرنس میں شرکت فرما سکتے ہیں؟ اس پر حکیم صاحب نے فرمایا کہ آپ؟ غازی نے کہا کہ میرے جیسے "برہم زن محفل" کی کیا ضرورت ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ضلع ہزارہ اور سرحد کے نوجوان آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں اور یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ خان غازی کابلی جیسے افغان کو سرخپوشان احرار اسلام نے کیسے پھانس رکھا ہے؟ اس پر غازی نے کہا کہ اچھا۔ آپ کی خاطر سے میں بھی اس حسین خطہ کو دیکھ کر دیدۂ و دل کو روشن کر لوں گا۔ جو پہلے "صد برگ" تھا اور اب "گل ہزارہ" کہلاتا ہے اس پر حکیم صاحب زیر لب مسکرائے اور ان کے چہرے پر "قوس و قزح" کی لہریں ناچتی ہوئی نظر آئیں اور یہ کہہ کر رخصت ہوئے۔ ؎

اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے

سرحدی گاندھی کی طویل جلا وطنی کے بعد ایبٹ آباد کی یہ پہلی پولیٹیکل کانفرنس تھی جس میں سرحدی گاندھی اور خدائی خدمتگار "ترنگے پرچم" کو "اللہ اکبر" سے مزین بنا کر کے شامل ہوئے بعض غالی قسم کے لوگوں نے نعرہ ہائے تکبیر اور ترنگے پرچم پر اللہ اکبر دیکھ کر "کھُس پھُس" بھی کی مگر حکیم عبدالسلام نے نہایت جرأت کے ساتھ انہیں ڈانٹا اور کہا کہ صوبہ سرحد پختونوں اور مسلمانوں کا صوبہ ہے یہاں اللہ اکبر کا وہی مطلب اور اثر ہے جو پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں "انقلاب زندہ باد" کے نعرے کا ہوتا ہے اس زمانہ میں سرحد کانگرس کے صدر خان غلام محمد خاں آف لوندخوڑ تھے جو کانفرنس میں بنفس نفیس شریک تھے صدر کانفرنس مولانا عبدالقادر قصوری کا خطبہ صدارت سرحد کے حریت پسند لوگوں کے جذبات کی پوری ترجمانی کرنے والا تھا دوسرے مقرروں کی تقریریں بھی پُرجوش اور ولولہ انگیز تھیں مولانا انور صابری کی نظم نے پورے پنڈال میں ہلچل اور زندگی کی لہریں موجزن کر دی تھیں۔ اس نظم کا عنوان تھا "غلام قوم کا سجدہ حرام ہوتا ہے"

حکیم عبدالسلام کے سلسلہ میں یہ بات بھی عجیب دلچسپ اور قابلِ ذکر ہے کہ اگرچہ ان کے مالی وسائل بے حد محدود تھے اور چندوں کے لیے دامن پھیلانا بھی ان کی عادت میں شامل نہ تھا لیکن وہ ہر جلسہ کا انتظام بغیر کسی چندے کے کر دیا کرتے تھے اور اس ایبٹ آباد کی کانفرنس کے کرتا دھرتا بھی خود ہی تن تنہا تھے کوئی اور نہ تھا۔ اسی طرح کانفرنس کے خاتمہ پر حکیم عبدالسلام ہزاروی نے سب کو آمد و رفت کے کرائے کے علاوہ ایک معقول رقم بھی پیش کی اور صوبہ سرحد کے تحائف بھی نذر کئے اور غازی کو تو اتنا نوازا کہ اس نے اس رقم سے تمام سرحد کا دورہ کیا اور جب غازی نے حیرت کے ساتھ پوچھا کہ آپ نے اتنی بڑی کانفرنس بغیر کسی مدد اور چندوں کے کیسے کی تو متبسم ہو کر فرمایا کہ ہمتِ مرداں اور خدا کی مدد سے ہی ایسی کانفرنسیں ہُوا کرتی ہیں۔

حکیم صاحب اگرچہ بنیادی طور پر راسخ العقیدہ

مسلمان اور سچے محبّ وطن اور حریت و آزادی کے علمبردار تھے لیکن پارٹی بازیوں اور نام ونمود اور سستی شہرت کے سخت خلاف تھے ہندوستان بھر کے مشاہیر کی خدمت اور میزبانی کا انہیں شرف و اعزاز حاصل تھا۔ ان کے دوستوں اور مہمانوں میں مولانا ابو الکلام آزاد جیسے مفسّر قرآن، آتش بیاں مقرر وخطیب بھی تھے اور بلبل ریاض رسول امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھی تھے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی جیسے مجاہد اور متقی و پرہیز گار بھی تھے اور مولانا مظہر علی اظہر اور سید فضل الحسن حسرت موہانی جیسے بے باک اور جرأت و کردار کے مالک رہنما بھی تھے۔ علی برادران کے تو مولانا محمد عرفان کی طرح عاشق تھے۔ انقلابیوں میں سے سبھاش چندر بوس جیسے بین الاقوامی شہرت کے لوگوں سے ان کے گہرے تعلقات استوار تھے۔ انتہا یہ کہ "قبلہ رندانِ لم یزل حضرت جوش ملیح آبادی بھی ان کے محبوب شاعر اور دوست تھے اور ان کے اس قسم کے اشعار گنگنایا کرتے تھے ؎

اس بے وفا کے حسن پہ شیدا کیا ہے کیوں؟
نامرد قوم میں مجھے پیدا کیا ہے کیوں؟

ستمبر ۱۹۳۹ء میں "ہٹلر اعظم" اور مغرب کے کفن چوروں میں ٹھن گئی تو ہندوستان بھر کے خطرناک انقلابیوں کو "راجستھان" کے "دیولی کیمپ" میں نظر بند کیا گیا اور صوبہ سرحد کے خطرناک انقلابیوں کی نمائندگی کا شرف و اعزاز اس کیمپ میں حکیم عبدالسلام ہزاروی کو حاصل ہوا مختصر یہ کہ حکیم صاحب اپنی ذات میں تنہا ایک ادارے کی حیثیت رکھتے تھے اور شاعر کے اس شعر کے صحیح مصداق تھے۔

ہے آدمی بجائے خود اک محشر خیال
ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

جس طرح صوبہ سرحد میں مفتی سرحد حضرت مولانا عبدالرحیم پوپلزئی جیسے عالم اور دیندار شخصیت تھے اسی طرح ہی حکیم عبدالسلام ہزاروی باوجود کٹر مسلمان ہونے کے مذہبی تعصب سے بہت ہی بلند تھے اور غازی کے اس شعر کو گنگنایا کرتے تھے ؎

دیر و حرم کو ناز تھا اس چراغ پر
یکساں جو دیر و حرم میں نہ جل سکے

اور یہ ایک حقیقت تھی کہ حکیم صاحب "آزادی" کے ایک ایسے ہی چراغ تھے جو آزادی کی ہر محفل میں جگمگاتے نظر آتے تھے۔ ایبٹ آباد کانفرنس میں جب مولانا انور صابری کی اس نظم نے ہلچل مچا دی تھی جس کا عنوان تھا کہ "غلام قوم کا سجدہ حرام ہوتا ہے"۔ تو حکیم عبدالسلام ہزاروی کی رگ حمیّت اسلامی نے پھڑک کر برسر اسٹیج اعلان کیا کہ دوستو! خدا کے حضور میں غلامی اور آزادی ہر حالت میں سجدہ حلال اور ضروری ہوا کرتا ہے۔ شاعروں کی دنیا ہمیشہ سب سے الگ ہوا کرتی ہے ان کے ظاہری الفاظ پر عمل کرکے سجدہ کو ترک نہ کرنا بلکہ اس کے حقیقی معنوں پر غور کرکے حصول آزادی کے لیے جدوجہد جاری رکھئے اور پھر جوش ملیح آبادی کی رباعی سنا کر محفل کو گرمایا۔ ؎

"ناپختہ ذہانت سے عبادت بہتر
بگڑی ہوئی عقل سے حماقت بہتر
شیطان و ابوجہل کی عظمت کی قسم
سرمایہ غلامی سے بغاوت بہتر

اور کہا کہ شاعر جو کہتے ہیں ان کے ظاہری الفاظ کے معنی اور ہوتے اور حقیقی معنی کچھ اور ہوتے ہیں۔ اور خواجہ میر درد کا شعر سنایا کہ

ساغر زریں ہو یا مٹی کا ہو اک ٹھیکرا،
ہے غرض اس سے ہمیں جو اس کے اندر ہے بھرا

مختصر یہ کہ بقول غالب "قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا" حکیم عبدالسلام ہزاروی بھی ملکی سیاست کے ہر پردے میں ایک سچے اور غیور مسلمان ہی نظر آیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ایک سچے مسلمان ہونے کی وجہ سے حب الوطنی میرے ایمان میں شامل ہے۔

مفتی سرحد مولانا عبدالرحیم پوپلزئی اور حکیم عبدالسلام ہزاروی دونوں میں بعض عادتیں مشترک تھیں۔ مولانا عبدالرحیم صاحب جب کسی شہر میں جایا کرتے تھے اس شہر کے تمام قومی کارکنوں سے ملا کرتے تھے اور ہونے کے مذہبی فرائض کو نہایت پابندی کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے سفید کھدر کے لباس کو زیب تن کیا کرتے تھے اور سر پہ صافہ (سفید پگڑی) باندھتے تھے۔ یہ تمام باتیں بہت حد تک حکیم عبدالسلام ہزاروی میں بھی تھیں۔ غازی نے حکیم عبدالسلام ہزاروی کو ہمیشہ سفید کھدر کے لباس میں ملبوس اور سر پہ سیاہ ٹوپی (بالوں والی) سجائے دیکھا اور اس ٹوپی اور کالی سیاہ "ریش و بروت" کے درمیان ان کا گلفام مکھڑا بے حد حسین اور جاذب نظر آیا کرتا تھا۔ دینی اور مذہبی فرائض کو ہر حالت میں ادا کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ تقسیم

(باقی صفحہ پر)

وطن سے چند ماہ پہلے غازی کیمبل پور اپنے دوست میر احمد شاہ وکیل اور لالہ سیوا رام بھسین سے ملنے گئے تھے حکیم صاحب کو معلوم ہوا تو کیمل پور تشریف لائے اور میر احمد شاہ کے دولت کدے پر ملے اس وقت لالہ سیوا رام بھسین اور چند اور نوجوان بھی موجود تھے حکیم صاحب نے فرمایا کہ پاکستان کا قیام عمل میں آنے والا ہے آپ کا کیا ارادہ ہے۔ غازی نے عرض کیا کہ جس دن پاکستان کا قیام عمل میں آجائے گا اس دن غازی پاکستان میں نہ ہوں گے۔ بلکہ افغانستان یا ہندوستان میں ہوں گے۔ حکیم صاحب نے غمگین لہجے میں کہا کہ کیا آپ اپنے دوستوں کو داغ مفارقت دے جائیں گے۔ غازی نے کہا کہ ہاں! اس لیے کہ میں پاکستان میں منافقانہ زندگی بسر کرنے سے یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ ہندوستان چلا جاؤں۔ حکیم صاحب نے کہا کہ ہندوستان میں آپ کی شخصیت علامہ اقبال کے اس شعر کی مصداق ہوگی۔

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر سمجھا
اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں

ہندوستان کے مسلمان آپ کو کافر سمجھیں گے کہ مسلمان ہوکر پاکستان سے ہندوؤں کے ساتھ ہندوستان ہجرت کرکے چلا آیا ہے اور ہندوستان کے ہندو کہیں گے کہ ہمارے ساتھ یہ پاکستان کا جاسوس آگیا ہے غازی نے کہا کہ میں یہ کوشش کروں گا کہ ان دونوں بلاؤں سے بچکر رہوں اور جوش کا یہ شعر سنایا کہ ؎

اے خدا مجھ کو بلائے کفر و ایماں سے بچا
اپنے ہندو سے بچا اپنے مسلماں سے بچا

اس گفتگو کے دوران نماز عصر کا وقت آیا تو حکیم صاحب فوراً نماز کے لیے اٹھ کر چلے گئے اور نماز پڑھ کر واپس آئے تو یہ کہہ کر رخصت لی کہ ہم اپنے غازی کو ہندوستان کبھی نہیں جانے دیں گے۔ میں کیمل پور میں صرف آپ کی ملاقات کی غرض سے آیا تھا۔ آپ سے ملاقات ہو گئی اور دل کی بات بھی کہہ دی آگے آپ مانیں یا نہ مانیں۔ ؎

مانو نہ مانو جانِ جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

اب ہری پور جا رہا ہوں وہاں لوگ اور مریض میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔

آہ —! پاکستان اور ہندوستان اور کفر و ایمان کے جھگڑوں نے کیسے کیسے مخلص دوستوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا ؎

وہ صورتیں الٰہی کس دیس میں بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

حکیم عبدالسلام ہزاروی سے متعلق بہت سے واقعات کا انبار دل و دماغ کے جھروکوں میں پڑا ہے اور غازی اس مضمون کو غالب کے اس مصرعہ پر ختم کرتے ہیں ؎ ع

سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کے لیے

مشاہیر اسلام
قسط نمبر ۱۲

بسلسلہ مولانا ذوالفقار علی رح

مولانا محمد احسن نانوتوی

حافظ خالد محمود صاحب ایم۔ اے

مولانا محمد احسن مولانا محمد مظہر کے منجھلے بھائی تھے تقریباً ۱۲۴۱ھ، ۱۸۲۵ء میں نانوتہ میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام حافظ لطف علی ہے مولانا محمد احسن حافظ قرآن اور واعظ فرشتہ بیان وعالم فروع واصول تھے، علم معانی وکلام میں اعلیٰ دستگاہ رکھتے تھے۔ مفسر کلام اللہ ومحدث حدیث رسولؐ اور جامع جمیع علوم تھے۔ دہلی کالج میں مولانا مملوک علی سے عربی علوم کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد بنارس کالج میں مدرس اوّل مقرر ہوئے۔ چار سال وہاں رہے اس کے بعد بریلی کالج میں شعبہ عربی وفارسی کے صدر مقرر کر دیئے گئے (انوار العارفین مؤلفہ محمد حسین مراد آبادی بحوالہ انوار قاسمی از پروفیسر انوار الحسن ص ۴۴ مطبوعہ ۱۹۶۹ء) اس زمانہ میں مولانا ذوالفقار علی بریلی میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس تھے ان سے مولانا محمد احسن کے خاص تعلقات تھے۔ مولانا محمد احسن

نے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں حصہ نہیں لیا بلکہ وہ اسے جائز ہی نہیں سمجھتے تھے یہ ان کی اپنی ذاتی رائے تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بریلی میں ان کی کافی مخالفت ہو گئی تھی اور آپ کو بریلی چھوڑنی پڑی۔

مولانا محمد احسن نانوتوی نے ۱۸۶۶ء کو حج کیا۔ اس حج کے موقعہ پر مولانا ذوالفقار علی بھی حج کے لیے حجاز تشریف لے گئے تھے۔ دارالعلوم کی شوریٰ کے ممبر بھی رہے۔

انتقال

رمضان ۱۳۲۲ھ دیوبند میں ہوا۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ کی مدح میں مولانا ذوالفقار علی نے عربی میں ایک قصیدہ لکھا جو عربی ادب کا شاہکار ہے۔

تصانیف وتراجم

سلک مروارید ترجمہ عقد الجید شاہ ولی اللہؒ، کشاف ترجمہ الانصاف از شاہ ولی اللہؒ، فقہ کی مشہور کتاب درمختار کا ترجمہ، خیر متین اردو ترجمہ حصن حصین، مفید الطالبین ترجمہ اردو، احیاء العلوم، رسالہ عروض، تہذیب الایمان ترجمہ غاثتہ اللہفان لابن قیم، احسن المسائل کنز الدقائق کا ترجمہ، زاد المحذرات۔

آپ نے بریلی میں مطبع صدیقیہ قائم کیا اس کے ذریعے شاہ ولی اللہ کے لٹریچر کی خوب اشاعت کی یہ ان کا عظیم کارنامہ ہے۔ بریلی میں ایک عربی مدرسہ مصباح التہذیب کے نام سے جاری کیا جس کا نام بعد میں مصباح العلوم رکھا گیا۔

مولانا محمد منیر نانوتوی

مولانا محمد احسن نانوتوی کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے۔ ۱۸۳۱ء میں نانوتہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد حافظ لطف علی سے حاصل کی، پھر دہلی کالج میں تعلیم حاصل کی، مولانا مملوک علی نانوتوی، مفتی صدرالدین آزردہ اور شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی سے بھی استفادہ علمی کیا۔ مولانا محمد منیر جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے ایک سرگرم رکن اور مجاہد تھے وہ جنگ شاملی میں دوسرے اکابر کے ساتھ شریک رہے اور بقول مولانا مناظر احسن گیلانی مولانا محمد منیر حربی سیکرٹری تھے اور خوب دادِ شجاعت دی۔ جیساکہ سوانح قاسمی سے اندازہ ہوتا ہے جنگ شاملی کے بعد مولانا محمد منیر بھی روپوش ہوگئے تھے۔ معافی عام کے بعد مولانا محمد احسن نانوتوی کے پاس بریلی چلے گئے تھے۔ ۱۸۶۱ء ۱۳ مئی، میں بریلی کالج میں ملازم ہوگئے بریلی سے پنشن پائی۔ ۱۲۹۴ء میں علماء کی معیت میں حج ادا کیا۔

مولانا محمد منیر قریباً دوسال دارالعلوم دیوبند کے مہتمم رہے، دیانت داری، امانت داری میں جواب نہیں رکھتے تھے مولانا محمد احسن کے انتقال کے بعد دارالعلوم کی مہتممی سے مستعفی ہوکر ۱۳۱۲ھ، ۱۸۹۴ء میں نانوتہ واپس آگئے۔

تصانیف وتراجم

امام غزالی کی کتاب منہاج العابدین کا اردو ترجمہ سراج السالکین کے نام سے کیا جو مطبع صدیقی بریلی سے ۱۲۸۱ھ ۱۸۶۴ء میں طبع ہوا۔ مولانا کی دوسری تصنیف فوائد غریبہ ہے جو مطبع مجتبائی دہلی میں چھپی ہے۔ یہ رسالہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب توحید و رسالت سے متعلق ہے۔ دوسرا نفس کے بیان میں ہے تیسرا باب قرآن شریف کی تلاوت کے متعلق ہے اس رسالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا معقولات و منقولات میں دستگاہ کامل رکھتے تھے ۱۲۹۵ھ، ۱۸۷۸ء میں حج ادا کیا تاریخ انتقال معلوم نہ ہوسکی۔ ایک تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۴ء میں زندہ تھے۔

(مولانا محمد احسن نانوتوی از محمد ایوب قادری (مکتبہ عثمانیہ کراچی بار اول ۱۹۶۶ء) ص ۱۵۷-۱۶۰ و انوار قاسمی از پروفیسر انوار الحسن (ادارہ سعدیہ مجددیہ لاہور بار اول ۱۹۶۶ء) ص ۴۵-۴۶

تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں آنا ضروری ہیں! ——— (مدیر)

انوار الباری

انوریؒ علوم ومعارف کا انمول ذخیرہ

اہلِ پاکستان کے لئے مژدۂ جانفزا

حضرت امام العصر حافظ الحدیث العلامۃ محمد انور شاہ کاشمیری قدس سرہٗ کی ذات گرامی سے کون واقف نہیں، کشمیر جنت نظیر کا یہ قابل فخر سپوت مختلف مقامات پر علم کی پیاس بجھانے کے بعد اس مرکز رشد و ہدایت میں پہنچا، جو دارالعلوم دیوبند کے نام سے معروف ہے دیوبند واقعتہً الہامی درسگاہ تھی اس کے بانیوں کا خلوص ایک مثال تھا۔ جب شاہصاحب وہاں پہنچے تو مادر علمی کے پہلے فرزند امام حریت شیخ الہند حضرت العلام مولانا محمود حسن رحمہ اللہ تعالےٰ مسند صدارت کی زینت تھے۔ بقول حضرت مفتی محمد شفیع صاحب علیہ الرحمہ سرگودھوی شیخ الہند الہامی لقب معلوم ہوتا ہے اور یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ تاریخ میں جن چند اساتذہ کو منتخب شاگرد ملے ان میں ایک شیخ الہندؒ تھے۔ انورشاہؒ شیخ الہندؒ کے شاگردوں میں امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔ امیر شریعت بخاری قدس سرہ نے کہا تھا اور بہت سچ، کہ صحابہ علیہم الرضوان کا قافلہ چلا جا رہا ہو انورشاہ بچھڑ گئے ——— علامہ شبیر احمد عثمانی مرحوم نے کہا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور ابن دقیق العید جیسے حضرات سے متعلق کوئی پوچھے کہ تم نے انہیں دیکھا تو میں کہہ سکتا ہوں کہ ہاں ——— کہ انور شاہ ان کی زندہ یادگار تھے۔ سحبان الہند مولانا احمد سعیدؒ نے کہا کہ انور شاہ چلتی پھرتی لائبریری تھے۔ بہرحال انورشاہ عظیم انسان تھے خداداد صلاحیتیں ان میں بطریق اتم تھیں۔ صاحب نظر اساتذہ نے انہیں دوآتشہ بنا دیا۔ جب اپنے قابلِ فخر استاد حضرت شیخ الہندؒ کی اسارت کے بعد امام العصر دارالحدیث میں داخل ہوئے اور اس مسند کو رونق بخشی تو چمن کا پتہ پتہ مسکرا اٹھا ہر چیز مسرت سے اچھل پڑی۔ حافظ الحدیث کی زبان سے پھول جھڑتے۔ دنیائے اسلام کے بڑے بڑے سپوت وہاں آئے اس کشمیری نژاد کا درس حدیث سن کر اچھل پڑے ——— شاہ صاحب اپنی ذات میں ایک انجمن تھے ان جیسا مطالعہ کم ہی لوگوں کا ہوتا ہے اور حافظہ تو غضب کا تھا۔ سالہا سال وہ اس مسند پر متمکن رہے ایک وقت ایسا بھی آیا کہ بوجوہ وہ گجرات کے قصبہ ڈابھیل تشریف لے گئے۔ لوگوں کی نظر میں اس نقل مکانی کی وجوہات کیا ہوں گی؟ مجھے معلوم نہیں میں جانتا ہوں کہ اس دور دراز خطہ کو علمی طور پر دیوبند سے ملانے اور رابطہ پیدا کرنے کے لئے قدرت نے ایک راہ نکالی۔ دیوبند اور ڈابھیل میں، انورشاہ کے سامنے جن لوگوں نے زانوئے تلمذ تہہ کیا ان میں سے ہر فرد اپنی جگہ ایک پہاڑ ہے۔ مولانا بدر عالم میرٹھی کو دیکھو، قاری محمد طیب پر نظر ڈالو، مولانا بنوری، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا منظور نعمانی، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا سعید احمد اکبرآبادی، مفتی عتیق الرحمن عثمانی، مولانا عبدالقدیر اور مولانا عبدالمنان کامل پوری جیسے حضرات کے نام بطور نمونہ پیش کئے جا رہے ہیں ورنہ یہ فہرست ہزاروں پر مشتمل ہے اور بلاشبہ ان میں سے ہر ایک چندے آفتاب چندے ماہتاب ہے۔ امام العصر کی حدیثی تقاریر بہت سوں نے مرتب کیں، کئی مجموعے چھپ چکے ہیں جن میں فیض الباری اور عرف شذی

(دونوں عربی) بڑے اہم ہیں۔ اب عربی سمجھنے کی صلاحیتیں کس میں ہیں۔؟ ضرورت تھی کہ کوئی رجل رشید ہمت کرتا اور یہ سرمایہ اردو میں سامنے آجاتا۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے حضرت مولانا سید احمد رضا صاحب نقشبندی مجددی کا جو حضرت امام العصر کے فرزند نسبتی بھی ہیں اور شاگرد بھی، انہوں نے اس کا بیڑہ اٹھایا —— انوار الباری کے نام سے سلسلہ شروع کیا۔ اہتمام یہ کیا کہ امام العصر کے ساتھ دوسرے اکابر محدثین کی حدیثی تحقیقات کا عطر و نچوڑ بھی ساتھ شامل کر دیا۔ جس کی وجہ سے یہ مجموعہ جاں نواز اور سدا بہار بن گیا —— مولانا سید احمد رضا نے اڑھائی صد کے قریب قریب صفات پر مشتمل اس سلسلہ کو قسطوں میں چھاپنا شروع کیا تاکہ اہتمام کرنے والوں اور لینے والوں دونوں کو سہولت اور آرام ہو۔ مقدمہ سمیت ۹ حصے تو اشاعت کے بعد پاکستان میں بھی خریداروں کو ملتے رہے پھر ڈاک کی نزاکتوں نے مسئلہ گربڑ کر دیا۔ گو انڈیا میں اس کے بعد چند مزید حصے بھی چھپ چکے ہیں لیکن اہل پاکستان محروم تھے۔ ابھی پچھلے دنوں مولانا پاکستان تشریف لائے تو گوجرانوالہ کے باہمت عالم دین اور مرشد مدنیؒ کے خادم مولانا عبدالعزیز نے کمر ہمت باندھی اور اس مجموعہ کو چھاپنے کا قصد کیا۔ فاضل مرتب نے کمال شفقت سے معاملات طے کرکے انہیں اجازت دے دی۔ مولانا عبدالعزیز تصنیفی کام کا بڑا نفیس اور ستھرا ذوق رکھتے ہیں انہوں نے مقدمہ کے دونوں حصے خوبصورت کتابت کرا کے اچھے اور بڑھیا کاغذ پر چھپوائے ہیں۔ اور ٹائیٹل تو اتنا بھلا ہے کہ سبحان اللہ!

مقدمہ میں اکابر دیوبند کی درسی خصوصیات سے لے کر حنفیت کے لئے ان کی خدمات اور حنفی محدثین کا دلنواز تذکرہ شامل ہے۔ قریباً ۵½ سو صفحات پر مشتمل مقدمے کے دونوں حصے دائرۃ المعارف معلوم ہوتے ہیں جن میں اَن گنت اہل علم کے حالات اور ان کی خدمات سمیٹ لی گئی ہیں۔

اس کے بعد پروگرام یہ ہے کہ دسویں حصے سے کام شروع کیا جاتے تاکہ جن حضرات کے پاس نو حصے ہیں (اور وہ سینکڑوں کی تعداد میں ہیں) ان کا سلسلہ تکمیل پذیر ہو۔ جونہی یہ سلسلہ تکمیل پذیر ہوگا درمیان کے حصوں کی دوبارہ اشاعت کا اہتمام ہوگا۔

مولانا عبدالعزیز نے بڑی ہمت سے یہ کام شروع کیا ہے۔ اہل علم کا فرض ہے کہ وہ مستقل خریدار بنیں اور زیادہ سے زیادہ اس کی اشاعت کا اہتمام کریں تاکہ موصوف کسی قسم کے بوجھ کا شکار ہوئے بغیر اس گرانقدر علمی سرمایہ کو ملت کے ہاتھوں منتقل کر سکیں۔

مقدمہ کے دونوں حصوں کی قیمت مجلد -/۶۶ روپے اور غیر مجلد -/۵۰ روپے ہے۔ جو بہت ہی معقول اور مناسب ہے۔ براہ راست مولانا سے رابطہ کریں اور منگوائیں۔ پتہ یہ ہے

مکتبہ حفیظیہ۔ حمید مارکیٹ
مینا بازار، گوجرانوالہ

دعائے مغفرت

گذشتہ دنوں ساہیوال کی نادر علمی و دینی شخصیت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب (خطیب زراعتی فارم) انتقال فرما گئے اور اب حال ہی میں حضرت امام العصر مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری قدس سرہ کے جانثار شاگرد مولانا محمد انوری قدس سرہ کے جواں سال نبیرہ حافظ عتیق الرحمٰن خلف الرشید مولانا سعید الرحمٰن انوری اچانک انتقال کر گئے۔ ادارہ خدام الدین ہر دو حضرات کیلئے بصمیم قلب دعاگو ہے اور اپنے قارئین سے بھی دعا کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کے ساتھ اپنی خصوصی رحمت کا معاملہ فرمائے۔ اور ان کے متعلقین و پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ اللّٰھم اغفر لھما وارحمھما (ادارہ)

★

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔

★

طبّی مشورے

حکیم آزاد شیرازی

براہ راست جواب کے خواہشمند حضرات جوابی لفافہ ضرور روانہ کریں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

کینسر سے حلق کی خشکی

س: میری والدہ صاحبہ کو ۱۹۷۸ء میں نچلے ہونٹ پر کینسر ہو گیا تھا جو بجلی کی ۶۰ شعاعیں لگوانے سے ٹھیک ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد دو مرض لاحق ہو گئے۔ اوّل یہ کہ حلق کی خشکی، حتیٰ کہ منہ میں تھوک تک نہیں بنتی۔ دوم منہ کا ذائقہ بالکل ختم ہو کر رہ گیا ہے سوائے گرم یا سرد یا مرچوں کے ذائقہ کے کسی چیز کے میٹھے یا کڑوے پن کا پتہ نہیں چلتا۔ دو سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے علاج جاری ہے۔ لیکن کہیں سے کوئی فائدہ نہیں ہوا سالن وغیرہ نہیں کھا سکتیں براہِ کرم کوئی علاج تجویز فرمائیں۔

قاری میاں احمد مدرس شاہی مسجد
سرائے عالمگیر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

ج: آپ والدہ صاحبہ کو روزانہ آب نیلوفر میں بیہدانہ بھگو کر اس کا لعاب نکالیں اور شکر ملا کر منہ میں رکھیں۔ اور چوستے رہیں۔ دو مہینے متواتر یہ عمل جاری رکھیں۔ غذا میں دودھ چاول کا استعمال کریں۔ پھلوں میں سیب، امرود، کیلا، سنگترہ، مالٹا وغیرہ بھی استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ صحت ہو گی۔ دو مہینے استعمال کے بعد کیفیت سے مطلع کریں۔

زبان کی لکنت

س: (۱) بچپن میں بخار ہوا تھا جس کے بعد سے زبان میں لکنت ہے۔ بات کرنا دشوار ہے بعض اوقات لکنت شدید ہو جاتی ہے (۲) پانچ سال پہلے کسی نے میرے بازو پہ لاٹھی ماری تھی جس سے بازو چھوٹا ہو گیا ہے اور کمزور بھی ہو گیا ہے۔

خاکی جان، عارف والا شہر

ج: زبان کی لکنت کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کریں۔

۱۔ زنجبیل ۳ ماشہ (۲) عقرقرحا ۳ ماشہ (۳) دارچینی ۳ ماشہ (۴) وج ۲ ماشہ (۵) خرول ۲ ماشہ (۶) قرنفل ۲ ماشہ (۷) مویزج ڈیڑھ ماشہ (۸) دارفلفل ڈیڑھ ماشہ (۹) فلفلمدیہ ڈیڑھ ماشہ۔ ان سب دواؤں کو کوٹ چھان لیں۔ اور تین گنا خالص شہد میں ملا کر معجون بنا لیں۔ روزانہ رات سوتے وقت ۳ ماشہ کے قریب معجون زبان پر انگلی سے ملیں اور جو لعابِ دہن دہن میں آئے اسے تھوکتے رہیں نیز انہی دواؤں کو شہد کے بغیر دو سیر پانی میں جوش دیں۔ جب ڈیڑھ سیر پانی رہ جائے چھان لیں روزانہ پاؤ بھر نیم گرم پانی سے غرغرے کریں —— بازو پر روغن زیتون کی مالش روزانہ رات سوتے وقت کیا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہو گی۔

پیشاب کی کثرت

س: بندہ کو کافی عرصہ سے پیشاب کی کثرت کی شکایت ہے اور جب پیشاب کی حاجت ہو پل بھر بھی روکنا مشکل ہو جاتا ہے۔ براہ کرم کوئی معقول مشورہ دیں۔

حافظ حق نواز ناصر
بجلی گھر جھنگ صدر

ج: چونکہ آپ نے اپنی تکلیف کے بارے میں تفصیل سے نہیں لکھا اس لئے آپ کے لئے علاج تجویز کرنا قدرے مشکل ہے براہ کرم آپ اپنے حالات مرض مفصّل لکھئے جس میں اپنی عمر، شوگر کی شکایت ہے گردہ یا

(باقی ۱۰ پر)